تنظیم المدارس (اہل سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات از 2014ء تا 2016ء

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

تنظیم المدارس (اہلِ سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

شرح

انتخاب احادیث

مکمل 5 جلدیں

جلد نمبر 1	بخاری شریف
جلد نمبر 2	مسلم شریف
جلد نمبر 3	سنن نسائی، سنن ابن ماجہ
جلد نمبر 4	سنن ابوداؤد، شرح معانی الآثار
جلد نمبر 5	جامع ترمذی شریف

شبیر برادرز ®
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

تنظیم المدارس (اہلِ سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات از 2014ء تا 2016ء

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

درجہ عالیہ ☆ سال دوئم

شبیر برادرز (رجسٹرڈ)
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نورانی گائیڈ

با اہتمام: ملک شبیر حسین

سن اشاعت فروری 2017

قیمت =/140 روپے

شبیر برادرز (رجسٹرڈ)
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ترتیب

عرضِ ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر، کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات، کتبِ فقہ کے تراجم وشروحات، کتبِ درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصابِ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم وشروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حدتک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ، کوئی لائبریری، کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ **فالحمد للہ علی ذٰلک**

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم ''نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)'' کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں، جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں، تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پرچہ اوّل: تفسیر القرآن الکریم

سوال 1: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا وَّسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا اَوَّلَ النَّہَارِ وَاٰخِرَہٗ وَہُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ اَیۡ یَرۡحَمُکُمۡ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ اَیۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لَکُمۡ لِیُخۡرِجَکُمۡ اَیۡ لِیُدِیۡمَ اِخۡرَاجَہٗ اِیَّاکُمۡ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی الۡکُفۡرِ اِلَی النُّوۡرِ اَیِ الۡاِیۡمَانِ۔

(الف) کلام باری تعالیٰ اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں اور مفسر کی عبارت پر اعراب لگائیں؟

(ب) تسبیح سے کیا مراد ہے اور ان دو وقتوں کی تخصیص میں کیا حکمت ہے؟

(ج) مفسر کی عبارت ''لیدیم اخراجہ ایاکم'' سے ان کی غرض کیا ہے؟ سپرد قلم کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو اور تم صبح وشام یعنی دن کے پہلے حصہ اور آخری حصہ میں اس کی پاکی بیان کرو، وہی ہے جو تم پر رحم کرتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں یعنی کفر سے نکال کر روشنی یعنی ایمان کی طرف لے جائے۔

نوٹ: اعراب اوپر سوالیہ عبارت میں لگادیے گئے ہیں۔

(ب) تسبیح کا مفہوم اور دو وقتوں کی تخصیص کی وجہ:

لفظ تسبیح سے مراد اللہ تعالیٰ کی طہارت وپاکی بیان کرنا، حمد وثناء بیان کرنا اور ادعیہ

ماثورہ سے اسے یاد کرنا۔ صبح وشام یعنی دن کے پہلے اور آخری حصہ کی تخصیص سے تمام دن کے وقت کا اطاطہ مقصود ہے، گویا انسان کا تمام وقت یادِ الٰہی، ذکر وفکر اور اس کی عبادت وریاضت میں گزرنا چاہیے کیونکہ ارشاد ربانی ہے: ہم نے انسان اور جنات کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

(ج) مفسر کی عبارت "لیدیم اخراجه ایاکم" کی غرض و غایت:

مفسر کی اس عبارت کا مقصد وغرض لفظ "یخرج" کا مفہوم ومعنی بیان کرنا ہے۔ چونکہ کفار آسمانی کتب، انبیاء، یوم آخرت، جزاء وسزا اور دیگر ضروریات دین کے منکر ہیں جس وجہ سے وہ تہہ بتہہ اندھیروں یعنی کفر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کے مقابل روشنی کی امید صرف ایمان ہے۔ مسلمان چونکہ تمام ضروریات دین کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تسلیم کرتا ہے اس لیے اسے یہ روشنی یعنی ایمان کامل میسر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور کرنے اس کی عبادت سے کفر وگمراہی کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور دین اسلام کی دائمی روشنی میسر آتی ہے۔

سوال 2: يمنون عليك ان اسلموا من غير قتال بخلاف غيرهم ممن اسلم بعد القتال منهم قل لاتمنوا على اسلامكم منصوب بنزع الخافض الباء ويقدر قبل ان فى الموضعين بل الله يمن عليكم ان هدكم للايمان ان كنتم صادقين فى قولكم امنا ۔

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) اس کلام میں کتنی اور کس کس جگہ باء محذوف ہے اور یہ ان کون سا ہے؟

(ج) مفسر کی عبارت "قولکم امنا" کی غرض تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ:

وہ لوگ یہ بات کہہ کر آپ پر احسان جتلاتے ہیں کہ وہ بغیر قتال کے ایمان لے آئے

بخلاف ان لوگوں کے جو لڑائی کے بعد اسلام لائے۔ آپ انہیں فرمادیں کہ تم اسلام لانے کی وجہ سے مجھ پر احسان نہ کرو۔ حرف جار باء محذوف ہونے کی وجہ سے "اسلامکم" منصوب ہے، حرف اَن سے پہلے بھی یعنی دو جگہوں میں محذوف ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر احسان فرماتا ہے، اس نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا۔ اگر تم اپنے قول امنا میں سچے ہو۔

تشریح وتفسیر: نومسلم لوگوں کے دو گروہ ہیں:

(1) وہ لوگ ہیں جو قتال وجنگ سے قبل اسلام لے آئے لیکن یہ لوگ اپنے قبول اسلام کی وجہ سے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتلانے کی جسارت کرتے ہیں کہ ہم نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اسلام قبول کیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر احسان عظیم ہے کہ انہیں اسلام کی دولت سے پہلے نواز دیا۔ (2) وہ لوگ ہیں جو لڑائی کی تکالیف ومصائب سے گزرنے کے بعد دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔ یہ لوگ اس قدر باشعور ہیں کہ اپنے اسلام کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتلانے کی ہرگز جسارت نہیں کرتے۔

(ب) حرف جار باء دو جگہ محذوف ہے اور اس کے حذف کی جگہیں:

اس عبارت میں حرف جار باء دو جگہوں میں محذوف ہے: (1) ارشاد ربانی: يمنون عليك ان اسلموا میں ان سے قبل۔ (2) ارشاد ربانی: قل لاتمنوا على اسلامكم میں اسلامکم سے قبل۔

اَن کا تعین:

عبارت بالا میں حرف اَن ناصبہ نہیں ہے جو فعل مضارع پر داخل ہو کر نصب دیتا ہے بلکہ یہاں اَن تفسیر یہ ہے جو ماقبل کلام اور مضمون کی تشریح وتفصیل بیان کرتا ہے کیونکہ اَن ناصبہ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے جبکہ یہاں فعل مضارع پر داخل نہیں ہوا بلکہ فعل ماضی پر داخل ہوا ہے۔

(ج) کلام مفسر ''قولکم امنا'' کی غرض:

حضرت مفسر رحمۃ اللہ علیہ لفظ ''صادقین'' کے بعد ''فی قولکم امنا'' کے الفاظ بطور تفسیر لائے ہیں، اس کا مقصد وغرض یہ واضح کرنا ہے کہ ''صادقین'' کا مفہوم معنوی محذوف ہے، وہ لفظ ''امنا'' (ہم ایمان لائے) ہے۔

سوال3: لا زائدة اقسم بهذا البلد مكة وانت يا محمد حل حلال بهذا البلد بأن لك فتقاتل فيه وقد انجزله هذا الوعد يوم الفتح...... ووالد اى آدم وما ولداى ذريته وما بمعنى من ۔

(الف) ترجمہ تشریح کریں؟

(ب) شہر مکہ کی کن امور کے پیش نظر قسم کھائی ہے؟

(ج) شہر مکہ کب فتح ہوا اور کتنے دن اس میں قتال حلال رہا؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: لا زائدہ ہے، میں اس شہر مکہ کی قسم کھاتا ہوں، اس لیے کہ اے محبوب! آپ اس میں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کے لیے اس شہر میں قتال، لڑائی، حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے وقت یہ وعدہ پورا کر دیا۔ آپ کے والد گرامی حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی قسم۔ یہاں لفظ ما لفظ من کے معنی میں ہے۔

تشریح عبارت: اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کو کثیر صفات، عظمتوں اور فضیلتوں سے نوازا ہے۔ اس لیے کہ اس مقدس شہر میں کعبۃ اللہ، چاہ زمزم، مقام ابراہیم، صفا ومروہ اور دیگر مقامات مقدسہ کے علاوہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی قسم یاد فرمائی ہے۔ لفظ حل کے کئی مفاہیم ہیں مثلاً بغیر احرام کے ہونا، حلال وجائز ہونا یا قتال جائز ہونا وغیرہ۔ لفظ والد سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ ہے۔ یہاں لفظ ما ''من'' کے معنی سے ہے۔

(ب) شہر مکہ کی قسم یاد فرمانے کی وجوہات: اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم یاد فرمائی جس کی کثیر وجوہات ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1) یہ شہر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(2) اس شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد تشریف رکھتے تھے۔

(3) اس شہر کو ترپن سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض وبرکات میسر رہے۔

(4) اس شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول شروع ہوا۔

(5) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت اسی شہر میں کیا۔

(6) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن اور جوانی اسی شہر میں بسر ہوئی۔

(ج) سال فتح مکہ: اعلان نبوت کے بعد جب دشمنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی انتہا کر دی اور یہاں قیام دوبھر کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں عازم ہجرت ہو کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ پھر آٹھ سال بعد 8ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا۔

فتح مکہ کے وقت جواز قتال کی مدت:

عظمت وفضیلت اور بزرگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ میں قتال حرام قرار دیا مگر فتح مکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند لمحات تک قتال کی اجازت دی۔ اس طرح اس موقع پر چند گھنٹے قتال جائز ہوا تھا پھر حرام قرار دیا گیا۔

سوال4: قد افلح حذفت منه اللام لطول الكلام من زكها طهرها من الذنوب وقد خاب من دسّها بالمعصية اصله دسسها ابدلت السين الثانية الفالتخفيفها ۔

(الف) ترجمہ کریں اور عبارت پر اعراب لگائیں؟

(ب) افلح، زکی، دسس کون سے صیغے ہیں؟

(ج) حذفت اللام سے کون سی لام مراد اور وجہ حذف کیا ہے اور محذوف کے قائم مقام کیا ہے؟

جواب: ترجمہ:

بیشک وہ شخص کامیاب ہوا، جس نے پاکیزگی حاصل کی۔ قد افلح میں لفظ قد

سے پہلے لام کو حذف کر دیا گیا تاکہ طول کلام سے بچا جاسکے۔ زکھا کا مفہوم ہے گناہوں سے پاک ہوا اور محفوظ ہوا۔ بیشک وہ شخص خسارے میں ہے جو گناہوں میں ملوث ہوا۔ دسھا دراصل دسسھا تھا، تخفیف کے لیے دوسرے سین کو الف سے بدل دیا تو دسھا ہوگیا۔

نوٹ: عربی عبارت پر اعراب اور پر سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) صیغوں کی نشاندہی:

مندرجہ بالا صیغوں کی توضیح درج ذیل ہے:

(1) افلح: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی ثلاثی مزید فیہ از باب افعال۔ کامیاب ہونا، نجات پانا۔

(2) زکی: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل۔ پاکیزگی حاصل کرنا، محفوظ ہونا۔

(3) دسس: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل۔ گناہوں میں ملوث ہونا۔

(ج) محذوف لام، وجہ حذف اور اس کے قائم مقام کلمہ:

محذوف لام سے مراد لفظ قد سے قبل کا لام ہے جو اصل میں ''لقد'' تھا۔ اسے حذف کی وجہ کلام میں تخفیف کرنا ہے۔ لفظ قد اس کا قائم مقام ہے کیونکہ لام اور قد دونوں کا معنی ایک ہے۔

سوال5: انا انزلناہ ای القرآن حملة واحدة من اللوح المحفوظ الی سماء الدنیا فی لیلة القدر ای اشرف والعظم ۔

(الف) ترجمہ کریں اور لوح محفوظ سے نزول قرآن کی کیفیت سپرد قلم کریں؟ نزول کی جگہ کا نام اور محل بتائیں؟

(ب) زمین پر کتنا عرصہ قرآن مجید نازل ہوتا رہا اور تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا؟

جواب: (الف) ترجمہ:

بیشک ہم نے اسے یعنی قرآن مجید کو یکبارگی لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر شب قدر یعنی فضیلت والی اور عزت والی رات میں اتارا۔

لوح محفوظ سے نزولِ قرآن کی کیفیت:

نزول سے قبل قرآن کریم اسی ترتیب کے ساتھ جو آج ہمارے پاس موجود ہے، لوح محفوظ پر موجود تھا۔ پھر وہاں سے آسمان دنیا پر یکبارگی شب قدر میں اتارا گیا۔ پھر آسمان دنیا سے حسب ضرورت اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لے کر حاضر ہوتے رہے۔

نزول کی جگہ کا نام اور محل:

شب قدر میں یکبارگی قرآن کریم کا نزول لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں ہوا۔ پھر آسمان دنیا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول کی تکمیل 23 سال میں ہوئی۔

سوال6: فسبح بحمد ربك ای متلمسا بحمده واستغفره انه كان توابا وكان صلى الله عليه وسلم بعد نزول هذه السورة يكثر من قول سبحان الله وبحمده استغفر الله واتوب اليه وعلم بها انه قد اقترب اجله وكان فتح مكة فی رمضان سنة ثمان وتوفی صلى الله عليه وسلم فی ربيع الاول سنة عشر ۔

(الف) کلام باری تعالیٰ اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں اور مفسر کی عبارت ''ای متلمسا بحمدہ'' کی غرض تحریر کریں؟

(ب) حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے معصوم ہیں، آپ کو یہ حکم کیوں دیا گیا؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

پس (اے محبوب!) آپ اپنے پروردگار کی حمد وثناء میں مصروف رہیں اور اس سے

بخشش طلب کریں اس لیے کہ وہی بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، تسبیح وتہلیل اور استغفار وتوبہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اس سورت میں آپ کے وصال کے قریب آنے کی اطلاع تھی۔ 8ھ میں رمضان المبارک میں مکہ فتح ہوا اور 10ھ میں ربیع الاول میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

عبارت ''متلبسا بحمده'' کی غرض:

حضرت امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام ''متلبسا بحمده'' سے ارشاد ربانی: فسبح بحمد ربك کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہ اے محبوب! آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے لہٰذا ہمہ وقت یادِ الٰہی اور اس کی حمد وثناء میں مصروف رہا کریں۔ اس لیے کہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔

(ب) امام المعصومین ہونے کے باوجود توبہ واستغفار کرنے کی وجہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف معصوم نہیں بلکہ امام المعصومین کے درجہ پر فائز ہیں تو پھر توبہ واستغفار کی تعلیم دیے جانے کی وجہ کیا ہے؟ احادیث سے ثابت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستر بار یا سو بار روزانہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کیا کرتے تھے۔ آپ کو یہ تعلیم دیے جانا اور آپ کا یہ معمول صرف تعلیم امت کے لیے تھا یا آپ کی مزید بلندی درجات کے لیے تھا۔ واللہ تعالیٰ بالصواب۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث

حصہ اوّل: حدیث شریف

سوال 1: عن سلمان ابن عامر الضبی رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول مع الغلام عقیقة فاهر یقوا عنه دما وامیطوا عنه الاذی۔

(الف) حدیث شریف کا اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) عقیقہ کا شرعی حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ یوں فرما رہے تھے، ہر بچے کا عقیقہ ہے، تم اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے غلاظت کو دور کرو۔

(ب) عقیقہ کرنے کا شرعی حکم:

لفظ عقیقہ کا معنی نومولود کے سر کے بال۔ اس کا اطلاق اس جانور (بکری وغیرہ) پر بھی ہوتا ہے جو نومولود کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے۔ عقیقہ سے کسی بھی جانور کو ذبح کرنا اور اس کی رگوں کا خون بہانا مراد لیا جاتا ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچہ عقیقہ کے عوض گروی ہوجاتا ہے، لہٰذا اس کی پیدائش کے ساتویں روز اس کی طرف سے قربانی کی جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔ عقیقہ کی شرعی حیثیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مؤقف ہے عقیقہ کرنا مستحب ہے خواہ لوگ اس

پر دوام کیے ہوئے ہیں۔ جو بچہ سات روز سے قبل فوت ہو جائے اس کی طرف سے عقیقہ نہیں ہے۔

(2) اہل ظواہر کے نزدیک عقیقہ کرنا فرض ہے۔

(3) حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بچے کی پیدائش کے ساتویں روز عقیقہ کرنا واجب ہے۔ اگر والدین اس کا عقیقہ نہیں کرتے تو بالغ ہونے کے بعد وہ خود اپنا عقیقہ کرسکتا ہے۔

(4) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر ہے کہ نومولود کا عقیقہ کرنا سنت ہے جبکہ عمل واجب ہے۔ جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہے وہ اسے ہرگز ترک نہ کرے۔

(5) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف ہے کہ عقیقہ کرنا سنت ہے۔ عقیقہ کرتے وقت لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا ذبح کیا جائے گا۔

اس بارے میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: بچے کی طرف سے دو بکرے اور بچی کی طرف سے ایک بکرا ہے۔ یہ مؤقف فضیلت کا ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ عقیقہ کے جانور میں تذکیر و تانیث کا کوئی اعتبار نہیں ہے، خواہ بکرا ذبح کریں یا بکری دونوں کی حیثیت یکساں ہے۔

سوال 2: عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ فراش للرجل وفراش لامرأتہ والثالث للضیف والرابع للشیطان (رواہ مسلم)

(الف) حدیث شریف کا اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث مذکورہ بالا کی تشریح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یوں فرمایا: ایک بستر مرد کے لیے، دوسرا اس کی بیوی کے لیے اور تیسرا مہمان کے لیے جبکہ چوتھا شیطان کے لیے ہے۔

(ب) تشریح: اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ گھر میں بستر چار قسم کے ہو سکتے ہیں: (1) شوہر کا (2) زوجہ کا (3) مہمان کا (4) شیطان کا۔ پہلے تین بستر تو ہونے چاہئیں جبکہ چوتھا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ نحوست پر مشتمل ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زوجین کا ایک بستر ہو تب بھی جائز ہے اور اگر الگ تھلگ ہو تو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ مہمان کے لیے ایک بستر ضرور ہونا چاہیے تاکہ اہل خانہ کو بروقت دشواری پیش نہ آئے۔

سوال 3: عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا اَشْبَعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ ۔ (متفق علیہ)

(الف) حدیث شریف کے اعراب لگائیں اور اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) ''الاسودین'' سے کیا مراد ہے؟

(ج) پانی کس رنگ کا ہوتا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال تک ہم نے دو سیاہ چیزیں کبھی سیر ہو کر تناول نہیں کیں۔ (متفق علیہ)

نوٹ: اعراب اوپر سوالیہ عبارت میں لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) ''الاسودین'' سے مراد:

دو سیاہ چیزوں سے مراد کھجور اور پانی ہے۔

(ج) پانی کا رنگ:

درحقیقت پانی کا اپنا کوئی رنگ نہیں ہے، وہ جس برتن میں ہوتا ہے اس کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اگر ذہن پر زور دیا جائے تو معلوم ہوگا کہ پانی کا رنگ ''شیشہ'' کا ہے۔

سوال 4: (الف) کھانے کے آداب پر مختصر نوٹ لکھیں؟

(ب) معجزہ کی تعریف کریں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی معجزہ اپنے لفظوں میں لکھیں؟

جواب: (الف) کھانے کے آداب:

کھانا کھانے کے چند ایک آداب درج ذیل ہیں:

(1) کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا چاہیے۔

(2) کھانا دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے۔

(3) کھانا شروع کرنے سے قبل دونوں ہاتھوں کو دھونا چاہیے۔

(4) کھانا کھاتے وقت دایاں پاؤں کھڑا اور بایاں پاؤں بچھانا چاہیے۔

(5) کھانا دسترخوان پر رکھ کر کھانا چاہیے۔

(6) کھانا کھاتے وقت چھوٹے چھوٹے لقمے لینے چاہئیں۔

(7) اپنے سامنے سے کھانا کھانا چاہیے۔

(8) کھانے کے آغاز یا درمیان میں پانی نوش کرنا چاہیے جبکہ اختتام پر نہیں۔

(9) کھانے کے اختتام پر بھی ہاتھ دھونے چاہئیں۔

(10) کھانا بھوک رکھ کر کھانا چاہیے۔

(ب) معجزہ کی تعریف: خلاف عادت فعل اگر نبی سے صادر ہو تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے۔ معجزہ متعلقہ نبی کی نبوت کی دلیل ہوتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا معجزہ بنا کر دنیا میں بھیجا۔ آپ کا ایک معجزہ معراج ہے جو قلیل ترین وقت میں مکمل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت قلیل وقت میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ میں پہنچے، وہاں سے یکے بعد دیگرے تمام آسمانوں کو عبور کرتے ہوئے لامکان پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ بلا واسطہ اللہ سے گفتگو کی اور زیارت باری تعالیٰ کا اعزاز حاصل کیا۔ پانچ نمازوں، روزوں اور علم الفرائض جیسے تحائف لے کر واپس تشریف لائے۔ واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بھی گرم تھا۔ آپ کا یہ معجزہ جامع المعجزات ہے جو سیکڑوں معجزات پر مشتمل ہے۔ یہ معجزہ صرف آپ کو ملا ہے۔

حصہ ثانیہ: اصول حدیث

سوال 4: درج ذیل اصطلاحات کی تشریح کریں؟

(1) الحدیث (2) الاثر (3) السند (4) المتن۔

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا اصطلاحات کی تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) **الحدیث:** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو کہا جاتا ہے۔

(2) **الاثر:** صحابی کے قول، فعل اور تقریر کو کہا جاتا ہے۔

(3) **السند:** متن سے پہلے سلسلہ رواۃ کو کہا جاتا ہے۔

(4) **المتن:** سلسلہ روایت کے بعد اصول حدیث کو کہا جاتا ہے۔

سوال 6: (الف) حدیث قدسی کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کریں؟

(ب) قرآن اور حدیث قدسی کے درمیان فرق بیان کریں؟

جواب: (الف) حدیث قدسی کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

حدیث قدسی کا لغوی معنی ہے پاکیزہ وطاہر بات۔ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد ایسی روایت ہے جس کا مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور الفاظ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں۔ احادیث قدسیہ کثیر ہیں جو کتب احادیث میں پھیلی ہوئی ہیں۔ کچھ محدثین نے انہیں یکجا کرنے کی بھی کوشش فرمائی ہے۔

(ب) قرآن اور حدیث قدسی میں فرق:

قرآن اور حدیث قدسی کے درمیان کئی اعتبار سے امتیاز وفرق ہے جس کی چند ایک صورتیں درج ذیل ہیں:

☆۔ قرآن کریم اور حدیث قدسی دونوں وحی ہیں، قرآن وحی جلی ہے جبکہ حدیث قدسی وحی خفی ہے۔

☆ -قرآن کریم کے مضامین اور الفاظ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں جبکہ حدیث قدسی کے مضامین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور الفاظ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

☆ -قرآن وحی متلو ہے اور حدیث قدسی وحی غیر متلو ہے۔

☆ -قرآن کی قرأت فی الصلوٰۃ جائز ہے جبکہ حدیث قدسی کی قرأت فی الصلوٰۃ جائز نہیں ہے۔

☆ -قرآن کریم من جانب اللہ نازل ہوا جبکہ حدیث قدسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قالب اطہر پر القاء ہوئی ہے جو آپ نے اپنے صحابہ کو بیان کردی۔

سوال 7: (الف) طالب حدیث کے آداب تحریر کریں؟

(ب) حدیث ضعیف کی کیا تعریف ہے؟

(ج) حدیث پر عمل کا کیا حکم ہے؟

جواب: (الف) طالب حدیث کے آداب:

متعلم الحدیث کے چند ایک آداب درج ذیل ہیں:

☆ -متعلم الحدیث کے عمل میں رضائے خداوندی پیش نظر ہونی چاہیے۔

☆ -متعلم' حدیث کو امانت تصور کرتے ہوئے من وعن بیان کرے اور اس میں اپنا کلام ہرگز ہرگز شامل نہ کرے۔

☆ -اس کا اپنا عمل اپنی بیان کردہ روایات اور اخبار مشہورہ کے خلاف ہرگز نہ ہو۔

☆ -وہ اپنے شیخ اور شیخ الشیخ کا دلی طور پر ادب واحترام بجالائے۔

☆ -اپنے ذہن پر اعتماد کی بجائے نقل وتحریر پر زیادہ اعتماد کرے۔

☆ -وہ شیخ سے براہ راست ملاقات کرکے روایت اخذ کرے اور کسی کو درمیان میں واسطہ ہرگز نہ بنائے۔

(ب) حدیث ضعیف کی تعریف: جس کے سلسلہ سند میں کہیں ایک راوی بھی ہو۔

(ج) حدیث ضعیف پر عمل: حدیث ضعیف مکمل طور پر متروک العمل نہیں ہوتی بلکہ بعض صورتوں میں معمول بہ بھی ہوتی ہے۔ خواہ اس سے متحکم طریق سے احکام ثابت نہیں ہوتے لیکن فضائل میں ضرور معتبر ہوتی ہے۔

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پرچہ سوم: فقہ

القسم الاوّل: بہار شریعت

سوال 1: (الف) کھانا کھانے کی دو مسنون دعائیں بمع ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) خوان و دسترخوان میں کیا فرق ہے؟ بہار شریعت کی روشنی میں واضح کریں؟

(ج) کھانا کھانے کے لیے کس طرح بیٹھنا چاہیے؟ مسنون طریقہ بیان کریں؟

(د) گیہوں (گندم) کے ساتھ آدمی کا دانت پس گیا، اس آٹے کو کھانے اور جانور کو کھلانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: (الف) کانا کھانے سے قبل اور بعد کی دعا:

کھانا کھانے سے قبل اور بعد کی دعائیں مع ترجمہ درج ذیل ہیں:

(1) کھانا کھانے سے قبل کی دعا:

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کے نام اور اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ شروع)

(2) کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ (تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، ہمیں پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔)

(ب) خوان اور دسترخوان میں فرق:

"خوان" فارسی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد پڑھنا، تلاوت کرنا اور مطالعہ کرنا ہے۔ دسترخوان سے مراد وہ کپڑا ہے جس پر کھانا رکھا جاتا ہے۔ دسترخوان کو عربی زبان میں سترہ یا

مائدہ بھی کہا جاتا ہے۔

(ج) کھانا کھاتے وقت بیٹھنے کی کیفیت:

کھانا کھاتے وقت بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دایاں گھٹنا کھڑا کیا جائے اور بایاں بچھا کر اس پر بیٹھا جائے۔

(د) آٹے میں دانت پس جانے میں آٹا کا حکم:

جس آٹا میں آدمی کا دانت پس جائے تو وہ آٹا انسان استعمال میں لائے اور نہ کسی جانور کو کھلایا جائے۔

سوال 2: (الف) اگر کوئی شخص کھڑا ہو کر پانی پی لے تو کیا کرے؟ شرعی حکم لکھیں۔

(ب) سبیل کا پانی گھر لے جانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(ج) لوٹوں میں وضو سے بچے ہوئے پانی کو پھینک دینے کا کیا حکم ہے؟

(د) دو شخص بیک وقت دعوت دینے آجائیں تو کس کی دعوت کو قبول کیا جائے؟

(ر) ٹوٹے ہوئے برتن کو سونے یا چاندی کے تار سے جوڑنے اور انہیں استعمال کرنے کے بارے میں شرعی حکم واضح کریں؟

جواب: (الف) بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لینے کا شرعی حکم:

جب کوئی شخص بھول کر کوئی بھی برائی کر لیتا ہے، اس کا مواخذہ نہیں ہوتا' البتہ آئندہ ایسا کرنے سے گریز کرے۔ اگر کوئی شخص بلا عذر شرعی عملاً کھڑا ہو کر پانی پی لے تو خلاف سنت ہے اور معیوب بھی۔

(ب) سبیل کا پانی گھر لے جانے کا شرعی حکم:

اگر سبیل لگانے کا مقصد وہاں کے موجود لوگوں کو پانی فراہم کرنا ہو تو اس کا پانی گھر لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ سبیل لگانے والے کی طرف قرب وبعد کے لوگوں کو پانی استعمال کرنے کی عام اجازت ہو تو پانی گھر لے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(ج) وضو کے بعد لوٹوں میں بچا ہوا پانی پھینکنے کا شرعی حکم:

وضو کے بعد لوٹوں میں بچا ہوا پانی گرانے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ یہ اسراف ہے اور فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔

(د) بیک وقت دو شخصوں کی طرف سے ملنے والی دعوت کا شرعی حکم:

جب دو شخص بیک وقت کسی کو دعوت دیں تو کس کی دعوت قبول کی جائے؟ اس بارے میں تفصیل ہے۔ جس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

☆- دونوں شخصوں میں سے جو زیادہ صاحب تقویٰ ہے اس کی دعوت قبول کی جائے۔

☆- دونوں شخصوں میں سے جو زیادہ دینی تعلیم رکھتا ہو اس کی دعوت قبول کی جائے۔

☆- دونوں میں سے جو شخص مذہبی تعلیم پر زیادہ عامل ہو اس کی دعوت قبول کی جائے۔

(ر) ٹوٹے ہوئے برتن کو سونے یا چاندی کے تار سے جوڑنے کا شرعی حکم:

زیر استعمال ٹوٹے ہوئے برتن کو سونا یا چاندی کے تار سے جوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ مقصد وہ تار نہیں ہے بلکہ ٹوٹا ہوا برتن ہے جسے جوڑا جا رہا ہے۔

سوال 3: (الف) عورتوں کے لیے باریک کپڑے پہننا کیسا ہے؟ اس بارے میں کوئی حدیث مبارکہ نقل کریں؟

(ب) حدیث مبارکہ میں ہے جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔

(ج) جوتا پہننے اور اتارنے کا سنت طریقہ بیان کریں؟

(د) نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں بمع احکام

شرعی تحریر کریں؟

(ر) سلام کرنا افضل ہے یا جواب دینا؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) عورتوں کے لیے باریک کپڑا پہننے کا شرعی حکم:

عورتوں کے لیے باریک کپڑا پہننا جس سے جسم نظر آئے، حرام ہے۔ ایسا کپڑا پہن کر نماز ادا کرنے سے نماز نہیں ہوگی کیونکہ یہ ستر عورت کے منافی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک بار حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک کپڑا زیب تن کیے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کا باریک کپڑا پھاڑ ڈالا اور انہیں موٹا کپڑا اعطا فرمایا۔

(ب) شہرت کے کپڑا سے مراد:

غریب و نادار شخص کا اعلیٰ قسم کے کپڑے اور صاحب حیثیت شخص کا سادہ اور معمولی کپڑے استعمال کرنا شہرت کے زمرے میں آتا ہے اور دونوں کے لیے منع ہیں۔ البتہ صاحب حیثیت عمدہ ونفیس یا قدرے کم درجہ کے کپڑے استعمال میں لائے تو درست ہے۔ اسی طرح غریب و نادار شخص سادہ کپڑے استعمال کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ تکبر وغرور یا اپنی حیثیت سے ہٹ کر لباس زیب تن کرنا منع ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص طاقت ہونے کے باوجود اچھے کپڑے پہننا عجز وانکسار کے طور پر ترک کردے تو اللہ اسے قیامت کے دن کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔

(ج) جوتا پہننے اور اتارنے کا مسنون طریقہ:

دونوں جوتے پہن کر یا دونوں اتار کر چلنا چاہیے۔ ایک جوتا پہن کر اور دوسرا اتار کر چلنا معیوب اور خلاف سنت ہے۔ جوتا پہننے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دایاں پاؤں پہنے پھر بایاں پاؤں پہنے اور اتارتے وقت اس کا عکس اختیار کیا جائے یعنی پہلے بایاں پاؤں اتارے پھر بایاں پاؤں اتارے۔

(د) نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کی صورتیں:

نماز عشاء کے بعد دنیاوی گفتگو، ناول خوانی یا فضول بحث میں حصہ لینا منع ہے۔ البتہ درس قرآن دینا، درس حدیث دینا، اصلاحی گفتگو کرنا اور تصنیف وتالیف میں مصروف ہونا وغیرہ صورتیں صرف جائز نہیں بلکہ کار ثواب بھی ہیں۔

(ر) سلام کہنا افضل ہے یا جواب دینا:

اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک جواب دینا افضل ہے کیونکہ جواب دینا واجب ہے جبکہ سلام کہنا مسنون ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک سلام کہنا افضل ہے کیونکہ اس کا ثواب زیادہ بیان ہوا ہے اور سلام کہنے سے تکبر وغرور کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

القسم الثانی: فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر 4: (الف) حدیث کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث قولی، فعلی اور تقریری کی وضاحت کیجیے؟

(ب) حدیث ضعیف کی تعریف کرکے بتائیں کہ اس سے کون سے مسائل ثابت ہوتے ہیں؟ نیز حدیث ضعیف کے قبولی ہونے کی کوئی تین وجوہ قلمبند کریں؟

(ج) امام بخاری مقلد تھے یا غیر مقلد؟ بصورت اول کس کے مقلد تھے؟

جواب: (الف) حدیث کا لغوی واصطلاحی معنی مع اقسام حدیث:

حدیث کا لغوی واصطلاحی معنی مع اقسام ثلاثہ یعنی حدیث قولی، حدیث فعلی اور تقریری کی تفصیل درج ذیل ہے:

حدیث کا لغوی واصطلاحی معنی:

حدیث کا لغوی معنی بات یا گفتگو کے ہیں۔ اصطلاح میں حدیث سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر ہے۔

حدیث کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) حدیث قولی: ایسی حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا ذکر ہو۔

(2) حدیث فعلی: وہ روایت ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کا ذکر ہو۔

(3) حدیث تقریری: وہ حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر کا ذکر ہو۔

(ب) حدیث ضعیف اور اس سے ثابت ہونے والے مسائل:

وہ روایت ہے جس کے سلسلہ سند میں کہیں ایک راوی بھی موجود ہو۔ اس سے شرعی احکام ومسائل ثابت نہیں ہوتے البتہ حدیث ضعیف فضائل میں معتبر ہے۔

حدیث ضعیف کے قوی ہونے کی صورتیں:

حدیث ضعیف کے قوی ہونے کی چند ایک صورتیں درج ذیل ہیں:

(1) اہل علم کے عمل سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے مثلاً حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **والعمل علی هذا عند اهل العلم** (اس روایت پر اہل علم کا عمل ہے)

(2) جب کوئی مجتہد کسی ضعیف حدیث سے استدلال کرے تو وہ قوی بن جاتی ہے جس طرح فقہاء نے اپنی تصانیف میں اس کی تصریح کی ہے۔

(3) جب اولیاء، صالحین اور صوفیاء کسی روایت کو معمول بہ بنائیں تو وہ قوی ہو جاتی ہے مثلاً صلوٰۃ تسبیح ضعیف روایت سے ثابت ہے۔

(ج) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مقلد تھے:

امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مقلد تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ کس امام کے مقلد تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے۔ اس کی تصریح نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی اپنی تصنیف میں کی ہے۔

سوال 5: (الف) بدعت حسنہ اور سیئہ کی تعریف کریں؟ نیز بدعت حسنہ کے بارے میں شاہ ولی اللہ کا نظریہ تحریر کریں؟

(ب) نماز میں آمین آہستہ کہنا چاہیے یا اونچی آواز میں؟ اپنا موقف حدیث مبارکہ کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟

(ج) مقتدی کا امام کے پیچھے قرأت کرنا درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین جواب دیں؟

جواب: (الف) بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تعریفات:

بدعت کا لغوی معنی نئی چیز کے ہیں۔ اصطلاح میں اس سے مراد ایسا فعل یا کام ہے جس کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ ملتا ہو۔

بدعت کی دو اقسام ہیں جن کی تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) بدعت حسنہ:

ہر وہ فعل ہے جس کا ثبوت دور رسالت میں نہ ملتا ہو مگر وہ قرآن کریم، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت کے خلاف بھی نہ ہو مثلاً نماز تراویح با جماعت ادا کرنا۔

بدعت حسنہ کی پانچ اقسام ہیں (1) بدعت واجبہ (2) بدعت مندوبین (3) بدعت مباح (4) بدعت مکروہہ (5) بدعت حرام۔

(2) بدعت سیئہ:

وہ نئی چیز ہے جس کا ثبوت دور رسالت میں نہ ملتا ہو اور وہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کے بھی مخالف ہو مثلاً جمعۃ المبارک کا خطبہ غیر عربی میں پڑھنا۔

بدعت حسنہ سے متعلق شاہ ولی اللہ کا نظریہ:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بدعت حسنہ کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بدعت حسنہ کو دانتوں سے پکڑ لینا چاہیے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واجب قرار دیے بغیر اس کی ترغیب وتاکید فرمائی ہے مثلاً صلوٰۃ

تسبیح وغیرہ۔

(ب) نماز میں آہستہ آمین کہنا ہی مسنون ہے:

نماز با آواز یا پست آواز سے آمین کہنا چاہیے؟ اس بارے میں تحقیقی نقطہ نظر یہ ہے کہ نماز میں آہستہ آمین کہنا ہی مسنون ہے۔ اس کے چند دلائل درج ذیل ہیں:

(1) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دوران نماز چار مقامات میں اپنی آواز پست رکھے: (1) تعوذ کہتے وقت (2) تسمیہ پڑھتے وقت (3) ثناء پڑھتے وقت (4) آمین کہتے وقت۔

(2) حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی تو آپ نے جب **غیر المغضوب علیهم ولا الضالین** کہا تو فرمایا آمین اور اپنی آواز پست رکھی۔

(د) قرأت خلف الامام کی ممانعت:

مقتدی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرے تو قرأت ہرگز نہیں کرے گا، اس بارے میں چند دلائل درج ذیل ہیں:

(1) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا۔

(2) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا ہے کہ جو آدمی قرآن سنتا ہے تو کیا اسے خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ یہ آیت اسی لیے نازل ہوئی ہے کہ قرأت کے وقت خاموشی اختیار کی جائے۔

سوال6: (الف) نماز وتر فرض ہے یا واجب یا سنت؟ اس کی کتنی رکعتیں ہیں؟ احادیث مبارکہ کی روشنی میں جواب دیں۔

(ب) نماز تراویح کی وجہ تسمیہ لکھیں؟ نیز بتائیں کہ نماز تراویح میں کتنی رکعتیں ادا کرنا سنت ہے؟

(ج) نماز جنازہ میں قرأت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ احادیث مبارکہ کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (الف) نماز تراویح واجب ہے:

نماز عشاء کے بعد نماز وتر ادا کی جاتی ہے جو واجب ہے۔ اس کے وجوب کے دلائل درج ذیل ہیں:

(1) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز وتر ادا کرنا بھول جائے یا اسے نیند آ جائے اور وہ نہ پڑھ سکے تو اسے چاہیے کہ وہ صبح کے وقت یا جب اسے یاد آ جائے نماز وتر ادا کرے۔

(2) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز وتر ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

نماز وتر تین رکعت ہے:

نماز وتر تین رکعت ہے جس کے دلائل درج ذیل ہیں:

(1) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر تین رکعت ادا کرتے تھے۔

(2) حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح معانی الآثار میں نقل کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر میں تین رکعت ادا فرماتے تھے۔

(ب) نماز تراویح کی وجہ تسمیہ:

تراویح، ترویحۃ کی جمع ہے۔ نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر کے لیے جو آرام کیا جاتا ہے اسے ترویحہ کہا جاتا ہے۔ لفظ تراویح جمع کثرت ہے جس کے کم از کم افراد بارہ بنتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت پر تراویح کا اطلاق درست نہیں ہے بلکہ مضحکہ خیز ہے۔

نماز تراویح بیس رکعت ہے:

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے۔ اس سلسلے میں چند دلائل درج ذیل ہیں:

(1) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت نماز تراویح اور نماز وتر ادا کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں بھی یہی معمول تھا۔

(2) حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہم دوران رمضان 23 رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ (بیس رکعت نماز تراویح اور تین رکعت وتر تھے۔)

(ج) نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے:

نماز جنازہ کے صرف دو رکن ہیں: (1) تکبیرات اربعہ (2) قیام۔ نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

(1) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں قرآن کریم کا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا۔

(2) حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پرچہ چہارم: اصول فقہ

سوال 1: اِجْمَاعُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ مَا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ فُرُوْعِ الدِّيْنِ حُجَّةٌ مُوْجَبٌ لِّلْعَمَلِ بِهَا شَرْعًا كَرَامَةً لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں، اعراب لگائیں اور شرعاً کرامۃ کی ترکیب نحوی بیان کریں؟

(ب) خط کشیدہ لفظ کا لغوی اور شرعی مفہوم واضح کریں؟

(ج) اجماع کی اقسام اربعہ بمعہ عمل اور اعتقاد کے اعتبار سے ان کا مرتبہ بیان کریں؟

جواب: (لف) ترجمہ عبارت:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کے بعد سے فروعات میں اس امت کا اجماع ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ اس امت کی کرامت وشرافت کے سبب ہے۔

نوٹ: عبارت پر اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

شَرْعًا كَرَامَةً کی ترکیب نحوی:

شرعاً، مفرد منصرف صحیح ثلاثی مجرد بسہ اعراب لفظی منصوب لفظاً موصوف۔ کرامۃ، منفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی منصوب لفظاً صفت۔ موصوف اور صفت مل کر مفعولہ بہ ہوا لفظ عمل کا، لفظ عمل مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی مصدر، لفظ عمل مصدر اپنے مفعول بہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا، جار اور مجرور مل کر متعلق ہوا ظرف لغو موجبۃ، موجبۃ صیغہ واحد مؤنث اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ بسہ اعراب لفظی ھو ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، موجبۃ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(ب) خط کشیدہ لفظ کا لغوی اور شرعی مفہوم:

لفظ ''اجماع'' کا معنی ہے قصد کرنا، اتفاق کرنا، ارادہ کرنا جیسے کہا جاتا ہے: **اجمعوا علی کذا۔** (لوگوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا) لفظ اجماع کا شرعی مفہوم ہے: **کل عبر من اهل السنة ذوی العدالة** یعنی ہر زمانہ میں انصاف پسند علماء اہل سنت کا کسی حکم پر متفق ہونا۔

(ج) اجماع کی اقسام اربعہ:

عمل اور اعتقاد کے لحاظ سے اجماع کی چار اقسام ہیں:

(1) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کسی حکم پر اجماع۔

(2) بعض صحابہ اور تابعین کی طرف سے کسی حکم کی تصریح وتوضیح جبکہ بعض صحابہ کا سکوت ثابت ہو۔

(3) تابعین کا ایسے حکم پر اجماع جس سے متعلق صحابہ کا قول موجود نہ ہو۔

(4) کسی صحابی کے قول پر تابعین کا متفق ہونا۔

سوال2: ثم اذا تعارض الدلیلان عند المجتهد فان التعارض بین الایتین یمیل الی السنة وان کان بین السنة یمیل الی اثار الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم .

(الف) عبارت مذکورہ بالا کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں اور بتائیں کہ صورت اولی میں سنت اور ثانیہ میں اقوال صحابہ کی طرف میلان کیوں ہے؟

(ب) قیاس متعارض ہوں تو ان میں رفع تعارض کی صورت کیا ہوگی؟

(ج) مسافر کے پاس صرف دو لوٹے پانی کے اور صرف دو جوڑے پہننے کے لیے ہیں جن میں سے ایک ایک پاک اور دوسرا پلید ہے لیکن معلوم نہیں کہ کون سا پاک اور کون سا پلید ہے۔ کیا دونوں صورتوں کا حکم ایک ہے یا نہیں؟ دلیل کے ساتھ واضح کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

پھر جب مجتہد کو دو دلائل میں تعارض کی صورت پیش آجائے تو اگر اس کا تعلق قرآن سے ہو تو حدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اگر تعارض سنت (حدیث) سے متعلق ہو تو آثار کی طرف رجوع ہوگا۔

تعارض کی صورت میں حدیث اور قول صحابی کی طرف میلان کی وجہ:

صورت اوّل میں حدیث کی طرف میلان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے اور صورت ثانیہ میں قول صحابی کی طرف میلان کی وجہ یہ ہے کہ حدیث کی عملی تشریح قول صحابی اور عمل صحابی ہے۔

(ب) قیاس متعارض ہوں تو رفع تعارض کی صورت:

جب مجتہد کو دو مختلف قیاسوں میں تعارض کی صورت پیش آجائے تو وہ غور وفکر کے بعد ایک جانب کو قوی قرار دے کر اسے معمول بہ بنائے گا جبکہ دوسری صورت کو ترک کردے گا۔ اس طرح دو مختلف قیاسوں کے مابین پیدا ہونے والا تعارض ختم ہو جائے گا، کیونکہ ان کے علاوہ تیسری صورت نہیں ہو سکتی۔

(ج) مشکوک لوٹوں میں غور وفکر نہیں ہوگا جبکہ جوڑوں میں ہوگا:

مسافر دو مشکوک لوٹوں میں ہرگز غور وفکر سے کام نہیں لے گا کیونکہ یہاں اس کا بدل تیمّم موجود ہے۔ البتہ دو مشکوک جوڑوں میں غور وفکر ضرور کرے گا کیونکہ یہاں بدل موجود نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ قیاس پر اس وقت عمل کی صورت پیدا کی جائے گی' جب اس کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو۔

سوال 3: (الف) قیاس کا لغوی اور شرعی معنی بیان کریں؟ نیز بتائیں کہ قیاس پر عمل کرنا کیسا ہے؟

(ب) قیاس کے حجت ہونے پر دو دلیلیں ذکر کریں؟

(ج) قیاس کی شروطِ خمسہ بیان کریں اور دو کی مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) قیاس کا لغوی و شرعی معنی:

قیاس کا لغوی معنی ہے اندازہ لگانا اور ماپنا۔ قیاس کا شرعی معنی ہے کہ کسی حکم کو اصل سے فرع کی طرف منتقل کرنا، ایسی علت کی وجہ سے جو دونوں میں مشترک اور موجود ہو۔

قیاس پر عمل کا حکم: جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ قیاس ایک شرعی دلیل ہے تو اس پر عمل کرنا بھی واجب ہو گیا بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

(ب) قیاس کے حجت ہونے پر دلائل: قیاس کے حجت ہونے پر کثیر دلائل ہیں جن سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ کرنے کا قصد فرمایا تو ان سے یوں مخاطب ہوئے: اے معاذ! کس طرح فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا: قرآن کریم کے مطابق۔ فرمایا: اگر قرآن کریم میں کسی مسئلہ کا حل دستیاب نہ ہوا تو پھر کیا کرو گے؟ عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے۔ فرمایا: اگر کسی مسئلہ کا حل سنت میں بھی دستیاب نہ ہوا تو پھر کیا کرو گے؟ عرض کیا: تب میں اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اظہار مسرت فرمایا۔

(2) خثعمیہ نامی ایک عورت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور یوں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد گرامی بوڑھے ہو چکے ہیں اور وہ سواری پر ٹھہر نہیں سکتے جبکہ ان پر حج بھی فرض ہے۔ اگر ان کی طرف سے میں حج کروں تو ادا ہو جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتاؤ اگر ان پر قرضہ ہوتا اور وہ تم ادا کرتیں تو ادا ہوتا یا نہیں؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قرضہ ادا ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔ آپ نے عورت کی رائے کو درست قرار دیا۔ یہی قیاس کی صورت ہے۔

(ج) قیاس کی شروطِ خمسہ:

صحت قیاس کی شروط خمسہ درج ذیل ہیں:

(1) اس کی وجہ سے کسی نص کا حکم تبدیل نہ ہوتا ہو۔

(2) تعلیل کا مقصد کوئی شرعی مسئلہ ثابت کرنا ہو۔

(3) اصل سے فرع کی طرف منتقل ہونے والا حکم عقل کے خلاف نہ ہو۔

(4) فرع سے متعلق کوئی نص موجود نہ ہو۔

(5) وہ کسی نص کے مقابل نہ ہو جیسا کہ حضرت حسن بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ حالت نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

دو مثالیں: دو شروط کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(1) پہلی شرط کے معدوم ہونے کی مثال یوں ہے کہ رکن تیمم پر قیاس کرتے ہوئے وضو میں نیت کو فرض قرار دیا جائے۔ یہ قیاس' آیت تیمم کے اطلاق مفید کے خلاف ہے، تو نص کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس پر عمل درست نہیں ہوگا۔

(2) آخری شرط کی مثال یوں پیش کی جا سکتی ہے کہ کسی شخص نے حضرت حسن بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا: حالت نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں، اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ سائل نے کہا جب کوئی شخص حالت نماز میں کسی پاک دامن خاتون پر کوئی الزام عائد کرے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی جبکہ قہقہہ کے مقابلے میں یہ بات گناہ کبیرہ ہے اور قہقہہ لگانا ہلکا گناہ اور بے ادبی ہے۔ سائل کا یہ قیاس نص کے خلاف ہونے کی وجہ سے معمول بہ نہیں ہوگا۔ یہاں نص اعرابی والی حدیث ہے جس کی آنکھ میں کوئی نقص تھا۔

سوال4: القياس الشرعي هو ترتب الحكم في غير المنصوص عليه على معنى هو علة لذلك الحكم في المنصوص عليه۔

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ وتشریح بیان کریں؟

(ب) علت ثبوت کن کن مقامات سے ہوگا، وہ مقامات بیان کریں؟ اور صرف دو کی مثال بھی تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

قیاس شرعی یہ ہے کہ منصوص علیہ کے حکم کو اس معنی کے سبب جو حکم کے لیے علت بن رہا ہو، کو غیر منصوص کے لیے ثابت کیا جائے۔

توضیح عبارت: حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں قیاس شرعی کی تعریف کی ہے یعنی قیاس شرعی سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جو غیر منصوص ہو اور اس بارے میں کوئی نص بھی موجود نہ ہو ورنہ اسے قیاس شرعی نہیں کہا جائے گا۔

ثبوت علت کے مقامات:

قیاس کا علت ہونا چار مقامات سے ثابت ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں:

(1) کتاب اللہ (قرآن)، (2) سنت رسول (حدیث)، (3) اجماع امت، (4) اجتہاد (قیاس)

مثالیں: ان میں سے دو کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(1) قرآن کریم سے اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ اوقات ثلاثہ یعنی نماز فجر سے قبل، نصف النہار کے وقت اور نماز عشاء کے وقت کے علاوہ بچوں اور غلاموں کو گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: **لیس علیکم ولا علیهم جناح بعد هن طوافون علیکم بعضکم علی بعض** ۔ یہاں حرج کی دوری، عدم اجازت کی علت ہے۔

(2) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلی نجس نہیں ہے اس لیے کہ اس کا تعلق تمہارے پاس آمد و رفت رکھنے والے لوگوں سے ہے۔ اس لیے آپ نے اس کے جھوٹے کو مکروہ قرار دیا۔

سوال 5: لو کان مسافرا فی اول الوقت مقیما فی اخرہ یصلی اربعا ولو کان مقیما فی اول الوقت مسافرا فی اخرہ یصلی رکعتین ۔

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں اور دونوں صورتوں میں پایا جانے والا فرق واضح کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل اصطلاحات کا لغوی اور شرعی مفہوم واضح کریں؟

(1) فرض (2) واجب (3) سنت (4) نفل۔

(ج) عزیمت کی تعریف کریں اور بتائیں کہ مذکورہ اصطلاحات میں سے کون سی عزیمت کی قسم ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

جو شخص آخری وقت میں مسافر بن جائے جبکہ اول وقت میں وہ مقیم تھا تو وہ چار رکعت ادا کرے گا۔ اگر وہ آخر وقت میں مقیم بنا حالانکہ وہ پہلے وقت میں مسافر تھا تو وہ دو رکعت پڑھے گا۔

دونوں صورتوں میں امتیاز و فرق:

اس عبارت میں نمازی کی دو حالتیں بیان کی گئی ہیں: (1) آغاز سفر کے وقت وہ مقیم تھا اس پر اقامت کا حکم نافذ کیا تو وہ چار رکعت پڑھے گا۔ (2) وہ پہلے وقت میں مسافر تھا تو اس پر سفر کا حکم نافذ ہوگا کہ وہ دو رکعت ادا کرے گا اس لیے کہ اس پر فرض ہی نماز دو رکعت ہوئی تھی۔

(ب) اصطلاحات اربعہ کی تعریفات:

اصطلاحات اربعہ کی تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) فرض:

وہ حکم شرعی ہے، جو نص قطعی سے ثابت ہو مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ۔

(2) واجب:

وہ عمل شرعی ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو مثلاً نماز وتر۔

(3) سنت:

وہ عمل شرعی ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام کے قول و عمل سے ثابت ہو مثلاً نماز تراویح۔

(4) نفل:

وہ عمل شرعی ہے جس کا ثبوت قرآن وسنت سے نہ ہو، اس کا کرنا باعث اجر وثواب اور اس کے ترک سے گناہ نہیں ہے۔

(ج) عزیمت کی تعریف اور اس کی اقسام:

عزیمت سے مراد وہ عمل شرعی ہے جس پر اہتمام سے عمل کیا جائے۔ عزیمت کی چار اقسام ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) فرض (2) واجب (3) سنت (4) نفل۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پرچہ پنجم: فرائض (اصول میراث)

سوال 1: (الف) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت بیان کریں؟

(ب) تقسیم میراث میں ورثاء کی ترتیب بیان کریں؟ نیز کسی دو کی وضاحت فرمائیں؟

(ج) موانع ارث کون کون سے ہیں؟ نیز ہر ایک کی مختصر وضاحت بیان کریں؟

جواب: (الف) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت:

علم فرائض: ان قواعد کا نام ہے جن کی روشنی میں میت کا ترکہ معلوم کرنے کے بعد ورثاء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

موضوع: میت کا ترکہ اور اس کے ورثاء۔

غرض وغایت: میت کا ترکہ اس کے ورثاء کو پہنچانا۔

(ب) تقسیم وراثت میں ورثاء کی ترتیب:

مال وراثت سے سب سے پہلے میت کی تجہیز وتکفین اور تدفین کے اخراجات پورے کیے جائیں گے۔ پھر اس کا قرضہ ادا کیا جائے گا بشرطیکہ اس کے ذمہ ہو پھر اس کی وصیت پوری کی جائے گی بشرطیکہ اس نے کی ہو اور یہ وصیت اس کے ثلث مال سے پوری کی جائے گی۔ پھر ذوی الفروض کو ان کے حصوں کے مطابق مال وراثت دیا جائے گا۔ ذوی الفروض سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے حصص قرآن کریم میں مقرر کیے گئے ہیں۔ بعد ازاں عصبات کو ان کے حصص کے مطابق ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ اگر عصبات کو دینے کے بعد ترکہ بچ جائے تو وہ دوبارہ ذوی الفروض کو ان کے حصص کے مطابق دیا جائے گا۔

(ج) موانع ارث:

موانع ارث سے مراد وہ صورتیں ہیں جن میں ورثاء ترکہ سے حقدار بننے سے محروم رہتے ہیں۔ موانع ارث پانچ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) اختلاف دین:

ایک آدمی مسلمان ہے اور دوسرا کافر ہے تو دونوں کا دین مختلف ہونے کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کے ترکہ سے محروم رہیں گے۔

(2) قتل:

ایک آدمی دوسرے کو قتل کردے اور ورثاء میں قاتل شامل ہو تو وہ ترکہ سے حصہ حاصل کرنے میں محروم رہے گا۔

(3) اندھی موت:

کچھ لوگ دیوار کے نیچے آکر ہلاک ہوگئے یا پانی میں ڈوب کر مرگئے لیکن علم نہیں ہے کہ پہلے کون مرا اور بعد میں کون ہلاک ہوا، تو یہ سب باہم وارث بننے سے محروم رہیں گے۔

(4) مرتد:

ورثاء میت میں سے کوئی مرتد ہوجائے (معاذ اللہ) تو وہ وراثت سے محروم رہے گا۔

(5) اختلاف دارین:

دو شخص مختلف ممالک کے باشندے ہوں تو دونوں باہم ترکہ سے محروم رہیں گے، یہ مانع غیر مسلم لوگوں کے لیے ہے۔ البتہ اختلاف ممالک کے باوجود دو مسلمان باہم ترکہ کے حق دار قرار پائیں گے۔

سوال 2: (الف) قرآن کریم میں معین حصص اور ان کے مستحقین کے نام تحریر کریں؟

(ب) دو عددوں کے درمیان کون کون سی نسبت ہوسکتی ہے؟ وضاحت کریں۔

(ج) وفق نکالنے کا طریقہ بیان کریں؟

جواب: (الف) قرآن کریم میں معین حصص:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو حصص مقرر کیے ہیں وہ چھ ہیں۔ ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلی قسم: (1) نصف (1/2، آدھا)، (2) ربع (1/4، چوتھائی)، (3) ثمن (1/8، آٹھواں حصہ)

دوسری قسم: (4) ثلثان (2/3، دو تہائی)، (5) ثلث (1/3، ایک تہائی)، (6) سدس (1/6، چھٹا حصہ)

ترکہ کے مستحقین کے نام:

قرآن وحدیث میں ترکہ کے مستحقین کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:

(1) باپ (2) دادا (3) ماں شریک بھائی (4) شوہر (5) دادی (6) ماں (7) بیوی (8) بیٹی (9) پوتی (10) حقیقی بہن (11) باپ شریک بہن (12) ماں شریک بہن۔

(ب) دو عددوں کے درمیان نسبت:

دو عددوں کے مابین چار قسم کی نسبت ہوسکتی ہے جو درج ذیل ہے:

(1) تماثل: دو عدد مساوی ہوں تو ان کے درمیان پائی جانے والی نسبت کو تماثل کہا جاتا ہے۔

(2) تداخل: دو مختلف اعداد ہوں جن میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم کرے تو ان کے درمیان پائی جانے والی نسبت کو "تداخل" کہتے ہیں۔

(3) توافق: دو مختلف اعداد ایسے ہوں جن میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم نہ کرے بلکہ تیسرا عدد دونوں اعداد کو برابر برابر تقسیم کردے تو ان کے درمیان پائی جانے والی نسبت کو "توافق" کہتے ہیں۔

(4) تبائن: دو مختلف اعداد ایسے ہوں جن میں سے نہ چھوٹا عدد بڑے کو برابر برابر تقسیم کرتا ہو اور نہ تیسرا عدد دونوں کو مساوی کی بنیادی پر تقسیم کرے تو ان کے مابین پائی جانے والی نسبت کو ''تبائن'' کہتے ہیں۔

(ج) وفق نکالنے کا طریقہ: دو مختلف اعداد ہوں جن میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو برابر برابر تقسیم نہ کرے، ہاں ایک تیسرا عدد دونوں اعداد کو مساوی طور پر تقسیم کردے تو ان اعداد کے مابین پائی جانے والی نسبت کو ''توافق'' سے تعبیر کرتے ہیں۔

سوال 3: (الف) بیٹی، پوتی اور خاوند کے حالات بیان کریں؟

(ب) عصبہ کی تعریف فرمائیں نیز اس کی اقسام در اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: (الف) بیٹی، پوتی اور خاوند کے احوال:

بیٹی، پوتی اور شوہر کے احوال بالترتیب درج ذیل ہیں:

(1) بیٹی کی حالتیں: بیٹی کی تین حالتیں ہوسکتی ہیں:

1- نصف حصہ ملتا ہے جبکہ بیٹی اکیلی ہو مثلاً

میت

بیٹی	باپ
آدھا حصہ (½)	چھٹا حصہ + بقیہ
3	2+1=3

2- دو تہائی حصہ ملتا ہے بشرطیکہ بیٹیاں دو یا دو سے زائد ہوں مثلاً

میت

بیٹی + بیٹی	بھائی
دو تہائی حصہ (2/3)	بقیہ
1-2-1	1

3- ذوی الفروض کو دینے کے بعد باقی ماندہ وراثت سب کی سب ملتی ہے بشرطیکہ بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو مثلاً

میت

شوہر	بیٹی + بیٹا
چوتھا حصہ (¼)	بقیہ
3	6-9-3

(2) پوتی کی حالتیں: پوتی کی کل چھ حالتیں ہوسکتی ہیں:

1- نصف ملتا ہے بشرطیکہ پوتی ایک اور میت کا بیٹا و بیٹی بھی نہ ہو مثلاً

میت

شوہر	پوتی	چچا
چوتھا حصہ (¼)	آدھا حصہ (½)	بقیہ
1	2	1

2- دو تہائی حصہ ملتا ہے بشرطیکہ پوتیاں دو یا دو سے زائد ہوں اور ان کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی بھی نہ ہو مثلاً

میت

بیوی	چچا	پوتی + پوتی
آٹھواں حصہ (1/8)	بقیہ	دو تہائی حصہ (2/3)
	5	8-16-8

3- چھٹا حصہ ملتا ہے بشرطیکہ پوتی ایک یا ایک سے زائد ہو اور اس کی فقط ایک بیٹی ہو مثلاً

میت

بیوی	بیٹی	پوتی + پوتی	چچا
آٹھواں حصہ (1/8)	آدھا حصہ (½)	چھٹا حصہ (1/6)	بقیہ
3	12	2-4-2	5

4- میت کے ترکہ سے کچھ نہیں ملتا بشرطیکہ پوتیوں کے ساتھ میت کی دو بیٹیاں ہوں اور میت کا پوتا یا پڑپوتا موجود نہ ہو مثلاً

میت

بیوی	بیٹی + بیٹی	پوتی	چچا
آٹھواں حصہ (1/8)	دو تہائی حصہ (2/3)	محروم	بقیہ
3	8-16-8		5

5- ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ بچا ہے وہ سب ملتا ہے بشرطیکہ میت کے دو بیٹوں کے علاوہ پوتا یا پڑپوتا بھی ہو مثلاً

میت

باپ	بیٹی	پوتی + پوتی
چھٹا حصہ (1)	نصف (½)	بقیہ
1	3	2
3	9	4-6-2

6- میت کے ترکہ میں سے کچھ نہیں ملتا بشرطیکہ میت کا بیٹا موجود ہو مثلاً

میت

باپ	پوتی	پوتی	بیٹا
چھٹا حصہ	محروم	محروم	بقیہ
(1/6)			5

(3) شوہر کی حالتیں: شوہر کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں:

1- نصف حصہ ملتا ہے بشرطیکہ میت نے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا اور پڑپوتی میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو مثلاً

میت

شوہر	باپ
آدھا حصہ (½)	بقیہ

2- چوتھا حصہ ملتا ہے بشرطیکہ میت نے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا اور پڑپوتی میں سے

کوئی چھوڑا ہو مثلاً

میت

شوہر	باپ
چوتھا حصہ (¼)	بقیہ 3

(ب) عصبہ کی تعریف اور اس کی اقسام:

لغوی طور پر عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جو باپ کی طرف سے میت کے رشتہ دار ہوں۔ علم الفرائض کی اصطلاح میں عصبات سے وہ لوگ مراد ہیں کہ شریعت نے مال وراثت سے ان کے حصص تو مقرر نہیں کیے مگر ذوی الفروض کو دینے کے بعد بقیہ ترکہ انہیں دیا جاتا ہے۔

عصبات کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) عصبہ بنفسہ:

اس سے مراد وہ مرد ہے جو کسی خاتون کے واسطہ کے بغیر میت سے رشتہ رکھتا ہو مثلاً چچا وغیرہ۔

عصبہ بنفسہ کی چار اقسام ہیں:

(1) جزء المیت (2) اصل المیت (3) جزء اب المیت (4) جزء جد المیت۔

(2) عصبہ مع غیرہ:

وہ خواتین مراد ہیں جن کا نصف یا تہائی حصہ ہو۔ یہ خواتین اپنے بھائیوں سے مل کر عصبہ قرار پاتی ہیں۔

(3) عصبہ مع غیرہ:

اس سے مراد وہ خاتون ہے جو دوسری عورت سے مل کر عصبہ قرار پائے مثلاً حقیقی بہن یا باپ شریک بہن۔

سوال 4: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

(1) حجب (2) محروم (3) عول (4) تخارج (5) رد (6) جد صحیح (7) رؤوس (8) سہام (9) مولی الموالات (10) تصحیح۔

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا اصطلاحات کی تعریفات بالترتیب درج ذیل ہیں:

(1) حجب:

لغت میں پردہ کو کہا جاتا ہے جبکہ علم الفرائض کی اصطلاح میں ایک وارث کا حصہ دوسرے وارث کے باعث کم ہو جانے یا بالکل ختم ہو جانے کو کہا جاتا ہے۔

(2) محروم:

کسی وارث کا میت کے ترکہ سے مکمل طور پر محروم ہو جانے کو کہا جاتا ہے مثال کے طور پر میت کے حقیقی بیٹوں کی موجودگی میں میت کے حقیقی بہن بھائی وارث نہیں بن سکتے۔

(3) عول:

لغوی معنی زیادہ ہونا ہے جبکہ علم الفرائض کی اصطلاح میں اس سے مراد ہے کہ مخرج مسئلہ تمام ورثاء پر برابر برابر تقسیم نہ ہو سکتا ہو، ورثاء کے حصص زیادہ جبکہ مخرج کم ہو تو مخرج مسئلہ میں اضافہ کیا جائے اور یہ کمی سب ورثاء پر تقسیم کر دی جائے۔

(4) تخارج:

ورثاء میت میں سے کسی وارث کو معین حصہ دے کر فارغ کر دینے کو کہا جاتا ہے، اس کا دوسرا نام تصالح ہے۔

(5) رد:

ذوی الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد باقیماندہ ترکہ حصص کے مطابق عصبات میں تقسیم کیا جائے، پھر باقیماندہ ترکہ دوبارہ ذوی الفروض میں تقسیم کرنے کو "رد" کہا جاتا ہے۔

(6) جد صحیح:

وہ شخص مراد ہے کہ جب میت کی طرف اس کی نسبت کر دی جائے درمیان میں کوئی خاتون واسطہ نہ بن سکتی ہو مثال کے طور پر دادا۔

(7) رؤوس:

اصل ترکہ جس میں بالکل تصرف نہ کیا گیا ہو۔

(8) سہام:

ورثاء میت کے شرعی حصص۔

(9) مولی الموالات:

ایسا مجہول النسب شخص جو دوسرے شخص سے کہے تم میرے مالک ہو لہٰذا اگر میں کسی کو قتل کروں تو تم نے میری جانب سے خون بہا یا جنایت ادا کرنی ہوگی، میری وفات کے بعد تم میرے کل ترکہ کے وارث ہو گے۔

(10) تصحیح:

ایسے عدد کا حصول جس کے سبب میت کا ترکہ تمام ورثاء میں کسر کے بغیر تقسیم ہو جائے' اسے تصحیح کہا جاتا ہے۔

سوال 5: درج ذیل کو حل کریں؟

(1)	خاوند	خیفی بھائی	دو سگی بہنیں	جدہ	کل ترکہ 12 دینار
(2)	والد	والدہ	2 بیٹیاں		کل ترکہ 7 دینار
(3)	4 بیویاں	9 بیٹیاں	6 جدات		
(4)	بیوی	6 جدات	6 خیفی بہنیں		
(5)	بیوی	4 بیٹے			
(6)	خاوند	5 بیٹیاں			

جواب: مندرجہ بالا سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

1-میت

خاوند	خیفی بھائی	دو سگی بہنیں	جدہ
1/3	محروم	باقی ماندہ تمام وراثت	1/6

2-میت

والد	والدہ	دو بیٹیاں
باقی ماندہ وراثت والدین میں تقسیم ہوگی		½

3-میت

4 بیویاں	9 بیٹیاں	6 جدات
1/6	1/3	باقی ماندہ تمام جائیداد ملے گی۔

4-میت

بیوی	6 جدات	6 خیفی بہنیں
¼	باقی ماندہ جائیداد ملے گی	محروم

5-میت

بیوی	چار بیٹے
1/8	باقی ماندہ تمام جائیداد

6-میت

خاوند	5 بیٹیاں
¼	باقی ماندہ تمام جائیداد ملے گی

﴾شہادت عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴿

پرچہ ششم: البلاغہ

سوال 1: (الف) فصاحت کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان فرمائیں؟ نیز فصاحت فی الکلمہ والکلام والمتکلم کی فقط تعریفات لکھیں؟

(ب) بلاغت کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے بلاغت فی الکلام والمتکلم کی تعریفات لکھیں؟

(ج) بلاغت کلمہ کی صفت کیوں نہیں بنتی؟

جواب: (الف) فصاحت کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

لفظ ''فصاحت'' کا لغوی معنی بیان کرنا، ظاہر کرنا۔ اصطلاح میں فصاحت سے مراد ہے کہ فصاحت کلمہ، کلام اور متکلم کی صفت بن سکتی ہے۔

(1) فصاحت فی الکلمہ:

کلمہ کا تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت سے خالی ہونا۔

(2) فصاحت فی الکلام:

کلمات سے مرکب ہونے والا کلام تنافر حروف، ضعف تالیف اور تعقید سے خالی ہو جبکہ اس کے کلمات فصاحت کے حامل بھی ہوں۔

(3) فصاحت فی المتکلم:

ایسا ملکہ جس کے باعث متکلم فصیح کلام کے ساتھ اپنے مقصود کو بیان کرنے کی قدرت رکھتا ہو جبکہ وہ کلام بامقصد بھی ہو۔

(ب) بلاغت کا لغوی واصطلاحی معنی:

بلاغت کا لغوی معنی انتہا و اختتام جبکہ اصطلاح میں بلاغت کلام اور متکلم دونوں کی صفت بن سکتی ہے۔

(1) بلاغت فی الکلام:

کلام کا اقتضاء الحال کے مطابق ہونا بشرطیکہ وہ کلام فصیح بھی ہو۔

(2) بلاغت فی المتکلم:

ایسا ملکہ ہے جس کے باعث متکلم بلیغ کلام کے ساتھ اپنا مقصد بیان کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔

(ج) بلاغت کلمہ کی صفت نہ بننے کی وجہ:

بلاغت اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے صرف کلام اور متکلم کی صفت بن سکتی ہے اور کلمہ کی صفت نہیں بن سکتی کیونکہ پہنچنے کا عنصر کلام اور متکلم میں نمایاں ہوسکتا ہے مگر کلمہ میں نہیں۔

سوال 2: (الف) علم المعانی کی تعریف سپرد قلم کرتے ہوئے اس کے آٹھوں ابواب کے نام تحریر کریں؟

اما الامر فله اربع صيغ .

(ب) امر کی تعریف کریں؟ نیز اس کے چاروں صیغوں کو بیان کریں؟

(ج) حذف کے دواعی میں کوئی سے پانچ معہ امثلہ بیان کریں؟

جواب: (الف) علم معانی کی تعریف اور اس کے آٹھوں ابواب کے نام:

علم المعانی ایسا علم ہے جس کی وجہ سے عربی الفاظ کے ایسے احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے جن کے سبب مقتضی الحال کی مطابقت پائی جائے۔

علم المعانی کے آٹھوں ابواب کے نام درج ذیل ہیں:

(1) خبر وانشاء (2) ذکر وحذف (3) تقدیم وتاخیر (4) تعریف وتنکیر (5) اطلاق

وتقیید (6) وصل وفصل (7) ایجاز، اطناب اور مساوات (8) قصر۔

(ب) امر کی تعریف اور اس کے چاروں صیغے:

کسی اعلیٰ شخصیت کا ادنیٰ آدمی سے کسی معاملہ کے سلسلہ میں مطالبہ کرنے کو ''امر'' کہتے ہیں۔ امر کے چار صیغے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) فعل امر حاضر معروف کا صیغہ مثلاً خذ الكتاب بقوة (تم کتاب کو مضبوطی سے تھام لو)

(2) فعل مضارع واحد مذکر غائب جس کے شروع میں لام مکسورہ ملی ہوئی ہو مثلاً لينفق ذوسعة من سعته (صاحب حیثیت شخص کو اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے)

(3) فعل امر کا اسم ہو مثلاً حی علی الفلاح (تم کامیابی کی طرف بڑھو)

(4) ایسا مصدر ہو جو فعل امر کا نائب بن سکتا ہو جیسے سعيا بالخير (تم بھلائی کی طرف متوجہ ہو جاؤ)

(ج) حذف کے دواعی:

حذف کے پانچ دواعی درج ذیل ہیں:

(1) مخاطب سے اصل بات پوشیدہ رکھنا مثال کے طور پر عمر کا آنا مقصود ہو تو صرف اقبل کہا جائے (فلاں شخص آیا)

(2) مسند الیہ کو حذف کرنا تاکہ کسی ضرورت کے تحت اس کا انکار ممکن ہو سکے جیسے لئيم خسيس (ابتداء ایک شخص کا ذکر کیا پھر دوسرے کو بھی بیان کر دیا گیا)

(3) مسند الیہ سے یہ بیان کرنا مقصود ہو کہ وہ متعین ہے خواہ محض دعویٰ کی حد تک ہو مثلاً خالق كل شیء (ہر چیز کا پیدا کرنے والا موجود ہے۔)

(4) درد کی وجہ سے گفتگو کے لیے وقت کم ہو تو مسند الیہ حذف ہو سکتا ہے مثلاً قال لی كيف انت؟ قلت عليل (اس نے مجھ سے کہا: آپ کیسے ہیں؟ میں نے کہا: بیمار ہوں)

(5) حاضر باخبر ہو تو امتحاناً مسند الیہ محذوف ہو سکتا ہے مثلاً نورہ مستفاد من

الشمس (اس کی روشنی سورج کی روشنی کا نتیجہ ہے۔)

سوال 3: (الف) معارف کل کتنے اور کون کون سے ہیں؟ صرف نام بتائیں؟

(ب) قصر کی تعریف لکھیں؟ نیز اس کی دونوں اقسام کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

(ج) ایجاز، اطناب اور مساوات کی تعریفات مع امثلہ بیان کریں؟

جواب: (الف) معارف کی تعداد اور نام:

معارف سات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) مضمرات (ضمیریں)، (2) اعلام (3) اسماء اشارات (4) اسماء موصولہ (5) معرفہ بحرف ندا (6) معرف بالف لام (7) معرفہ بحرف ندا کے سوا باقی پانچوں میں سے کسی ایک طرف مضاف ہو۔

(ب) قصر کی تعریف اور اس کی اقسام مع امثلہ:

ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ مخصوص طریقہ سے خاص کرنے کا نام "قصر" ہے۔ قصر کی دو اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) قصر حقیقی:

وہ قصر ہے جس میں واقعی قصر موجود ہو جبکہ دوسری چیز کی طرف اضافت بھی نہ ہو مثلاً الکاتب فی المدینة الاعلی ۔ (شہر میں علی کے سوا کوئی بھی کاتب نہیں ہے۔)

(2) قصر اضافی:

وہ قصر ہے جس میں مخصوص چیز کے سبب تخصیص موجود ہو مثلاً ماعلی الاقائم ۔ (صرف علی کھڑا ہے۔)

قصر اضافی کی تین اقسام ہیں: (1) قصر افراد (2) قصر قلب (3) قصر تعیین۔

(ج) ایجاز، اطناب اور مساوات کی تعریفات مع امثلہ: (1) ایجاز:

عام لوگوں کی طرف سے سادہ عبارت میں مفہوم ادا کیا جائے اور اس سے مقصد کی

بھی تکمیل ہو جائے جیسے قفا نبك من ذكر الى حبيب ومنزل (تم ذرا رک جاؤ ہم محبوب کی یاد اور گھر کی ویرانی پر رولیں)

(2) اطناب:

متکلم کا مفہوم کی ادائیگی ایسی عبارت سے کرنا جو زائد ہونے کے باوجود مفید ہو جیسے: انی وھن العظم مبنی واشتعل الرأس شيئا ۔ (میری ہڈیاں بوسیدہ اور سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔)

(3) مساوات: مفہوم صحیح کو اس کے مساوی عبارت سے ادا کرنا مثلاً واذا رأيت الذين يخوضون فى آياتنا فاعرض عنهم (اور جب آپ ان لوگوں کو ملاحظہ کریں جو ہماری نشانیوں میں غور و فکر کرتے ہیں تو تم ان سے اعراض کرو۔)

سوال 4: (الف) مقتضی ظاہر کے خلاف کلام لانے کی کوئی پانچ صورتیں مع امثلہ بیان کریں؟

(ب) تشبیہ کی تعریف کرتے ہوئے ارکان تشبیہ بیان کریں؟

جواب: (الف) مقتضی ظاہر کے خلاف کلام لانے کی پانچ صورتیں مع امثلہ:

مقتضی ظاہر کے خلاف کلام لانے کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

(1) غیر منکر کو منکر کے قائمقام کرنا، یہ صورت اس وقت ہوگی جب اس سے انکار کی علامت ظاہر ہو مثلاً

جاء شقيق عارضا رمحه ان بنى عمك فهم رماح

(شقیق اس کیفیت میں آیا کہ اس کا تیر چوڑائی کی حالت میں تھا، بیشک چچازاد بھائیوں کے ہاں نیزے محفوظ ہیں۔)

(2) کسی صاحب علم کو جاہل خیال کرنا مثال کے طور پر ھذا ابوك ۔ یہ بات اس شخص سے کہی جائے جو اپنے والد گرامی کا بے ادب ہو اور اسے یہ بات کہنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

(3) کسی مقصد کے لیے فعل ماضی کی جگہ فعل مضارع کا صیغہ لانا جیسے وھو الذی

ارسل الریاح فتسیر سحابا (وہ وہی ذات ہے جس نے ہوائیں روانہ کیں تاکہ وہ بادلوں کو اٹھا لائیں)

(4) کسی غرض کے لیے فعل مضارع کی جگہ میں فعل ماضی صیغہ استعمال کرنا جیسے اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ (اللہ تعالیٰ کا حکم آچکا ہے پس تم جلدی سے کام نہ لو۔)

(5) اسم ظاہر کی جگہ اسم ضمیر کو لانا، اس سلسلہ میں متکلم کے ذہن میں کوئی خاص مقصد ہوتا ہے مثلاً قول شاعر:

ابیت الوصال مخافۃ الرقباء   واتتك تحت مزارع الظلماء

(محبوب نے رقیبوں سے ملاقات کرنے سے انکار کیا جب رات کے اندھیروں میں ان کی آمد ہوئی۔)

(ب) تشبیہ اور ارکان تشبیہ:

ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف میں کسی حرف کے ساتھ کسی غرض کے لیے ملانا، پہلی چیز کو مشبہ جبکہ دوسری چیز کو مشبہ بہ کہا جاتا ہے مثلاً العلم کالنور فی الھدایۃ (پیشوائی کرنے میں علم بھی روشنی کی مثل ہے۔)

ارکان تشبیہ چار ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) مشبہ (2) مشبہ بہ (3) وجہ شبہ (4) اداۃ تشبیہ۔

سوال 5: (الف) مجاز، استعارہ، مجاز مرسل، مجاز عقلی اور کنایہ کی تعریفات کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

(1) التوریہ (2ض الابہام (3) الطباق (4) الاستخلام (5) الجمع (6) الطی والنشر (7) المبالغہ۔

(ج) علم بیان اور علم بدیع کی تعریفات لکھیں؟

جواب: (الف) اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا اصطلاحات کی بالترتیب تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) مجاز:

ایسا لفظ جو حقیقی معنی کے بجائے دوسرے معنی میں استعمال ہو اور اس کا کوئی قرینہ بھی ہو جو اصلی معنی مراد لینے کا مانع ہو مثلاً فلان یتکلم بالدرر۔ (فلاں شخص جب بات کرتا ہے تو منہ سے موتی جھڑتے ہیں۔)

(2) استعارہ:

جب کسی لفظ کے حقیقی اور مجازی معنی کے مابین تشبیہ کا علاقہ ہو تو اسے استعارہ کہا جاتا ہے مثلاً کتاب انزلناہ الیك لتخرج الناس من الظلمات الی النور (ہم نے آپ کو کتاب عطاء کی جس کے ذریعے آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی (ایمان) کی طرف لاتے ہیں۔)

(3) مجاز مرسل:

جب لفظ کے حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ نہ ہو بلکہ کوئی اور علاقہ ہو خواہ علاقہ سببیت کا ہو مثلاً عظمت یدفلان۔ (فلاں شخص کا ہاتھ بڑا ہو گیا یعنی انعام واکرام اور سخاوت کے سبب ہاتھ کشادہ ہو گیا ہے۔)

(4) مجاز عقلی:

فعل یا معنی فعل کو اسناد کے علاقہ کے باعث ایک چیز کو دوسری کی طرف منسوب کرنا جس کے نتیجہ میں فعل یا معنی فعل نمایاں ہو جائے مثلاً

اشاب الصغیر وافنی الکبیر   کر العزلۃ ومر العشی

(شب وروز کی آمد ورفت نے بچے کو جوان اور بوڑھا کردیا۔)

(5) کنایہ: ایسا لفظ جس کا معنی لازم لینا بھی صحیح ہو مثلاً قول شاعر:

طویل النجاد رفیع العماد   کثر الرماد اذا ماشتا

(ممدوح دراز قد، بلند ستونوں والا اور زیادہ راکھ والا ہے جب موسم موجود ہو۔)

(ب) اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا اصطلاحات کی بالترتیب تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) التوریۃ:

کسی لفظ کا قریب کا معنی چھوڑ کر دور کا معنی مراد لینا جس پر کوئی قرینہ بھی موجود ہو مثلاً ارشاد ربانی ہے: وھو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنھار (وہی اللہ تعالیٰ ہے جو تمہیں رات کے وقت قبضہ میں لیتا ہے اور وہ جانتا ہے تم نے دن کے وقت برا عمل کیا۔)

(2) الابھام:

دوران گفتگو کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا جو مختلف دو معانی کا احتمال رکھتا ہو مثلاً

بارک اللہ للحسن ولبوران فی الختن

اللہ تعالیٰ حسن کو برکت دے اور بوران کو بھی رشتہ مبارک ہو۔

(3) الطباق:

کسی لفظ کے دو مختلف معنوں کو جو مقابل بھی ہوں، کو جمع کرنا مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے وتحسبھن ایقاظاوھم رقود ا(تم انہیں بیدار تصور کرتے ہو حالانکہ وہ نیند کی آغوش میں ہیں۔)

(4) الاستخدام:

کسی لفظ کو ایک معنی کے لیے ذکر کرنا پھر دوسرے معنی کے لیے ایک ضمیر یا دو ضمیریں لوٹانا اور دوسری سے ایسا معنی مراد لینا جو پہلی ضمیر کے معنی کے برعکس ہو مثلاً قول ربانی ہے: فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ (تم میں سے جو شخص رمضان کا مہینہ پائے وہ اس کے روزے رکھے۔)

(5) الجمع:

متعدد معانی کو ایک حکم کے تحت جمع کر دینا مثلاً قول شاعر ہے:

ان الشاب والفراغ والجدۃ مفسدۃ للمرأ ای مفسدۃ

(بیشک جوانی، فرصت اور غنا تینوں اشیاء آدمی کے لیے سبب فساد ہیں۔)

(6) الطی والنشر:

کئی چیزوں کو اجمالی طور پر ذکر کرنا پھر ان کی تفصیل بیان کرنا مثلاً جعل لکم اللیل والنھار لتسکنوا فیہ لتبتغوا من فضلہ (اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے شب وروز دونوں کو پیدا کیا تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اس کا فضل تلاش کرو۔)

(7) المبالغۃ:

کسی وصف کو کسی چیز کے لیے خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرنا جسے تسلیم کرنے میں عقل تردد کا شکار ہو جائے مثلاً قول شاعر ہے:

اذا ما بقتھا الریح فرت والقت فی ید الریح القرابا

(جب ہوا اس گھوڑے سے مقابلہ کرتی ہے تو وہ مزید بھاگتا ہے اور وہ ہوا کے ہاتھ غبار آلود کر دیتا ہے۔)

(ج) علم بیان اور علم بدیع کی تعریفات:

علم بیان اور علم بدیع کی تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) علم بیان:

اس علم کو کہتے ہیں جس میں تین امور پائے جائیں: (1) تشبیہ (2) مجاز (3) کنایہ۔

(2) علم بدیع:

ایسا علم ہے جس کے باعث کلام کو مزین کرنے کا اسلوب عیاں ہو جو مقتضی الحال کے مطابق ہو خواہ اس کا تعلق معنوی خوبی سے ہو یا لفظی خوبی سے ہو۔

﴿درجۃ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

پہلا پرچہ: تفسیر القرآن

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل عبارت کا ترجمہ کریں کہ اغراض مفسر واضح ہو جائے؟

ولاتبرجن بترك احدى التائين من اصله تبرج الجاهلية اى ماقبل الاسلام من اظهار النساء محاسنهن للرجال والاظهار بعد الاسلام مذكور فى آية ولايبدين زينتهن الاماظهر منها واقمن الصلوٰة واتين الزكوة واطعن الله ورسوله انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس الاثم يااهل البيت اى النساء النبى صلى الله عليه وسلم ويطهركم منه تطهيرا .

جواب: ترجمہ وتشریح: اس آیت کریمہ میں عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا جا رہا ہے کہ اے مومن عورتو! زمانہ جاہلیت میں جس طرح عورتیں باہر نکلتی تھیں، تم نے نہیں نکلنا۔ ''لاتبرجن'' اصل میں دوتاؤں کے ساتھ تھا تو تخفیف کے لیے ایک کو حذف کر دیا۔ تبرج الجاھلیۃ کے بعد علامہ مفسر نے تعین فرمادیا کہ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کا کیا دستور تھا؟ تو بتایا کہ زمانہ جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے اور اسلام سے پہلے عورتیں پردے کا اہتمام نہیں کرتی تھیں بلکہ اپنے زینت کے مواضع اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔ اسلام کے بعد جن مواضع کو اجنبی مرد کے سامنے ظاہر کرنے کی اجازت ہے ان کو بیان کر دیا جیسا کہ سورۂ نور کی آیت میں اس کا ذکر ہے کہ صرف ہاتھ اور چہرہ ہی ظاہر کر سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ مواضع زینت کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اظہر قول یہی ہے کہ فتنہ وفساد کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہاتھ اور چہرہ بھی چھپا کر نکلیں۔ تو یہاں تک مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ

جاہلیت میں عورتوں کے نکلنے کا دستور بیان فرمادیا۔ پھر اسلام کے بعد نکلنے کا دستور بیان فرمایا اور زمانہ جاہلیت کا تعین فرمادیا۔

آگے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اے نبی کی بیویو! تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو تا کہ اللہ تم سے رجس یعنی گناہ کو دور فرمادے اور تمہیں گناہوں اور لغزشوں سے پاک وصاف کردے۔ علامہ مفسر نے بتادیا کہ اس آیت میں خطاب خواہ نبی علیہ السلام کی بیویوں کو ہے لیکن حکم کے اعتبار سے یہ آیت عام ہے جو سب مسلمان عورتوں کو شامل ہے۔

(ب) ولاتبرجن صیغہ بتائیں: صیغہ جمع مؤنث حاضر بحث نفی فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعل۔ اصل صیغہ دوتاؤں کے ساتھ ہے یعنی تتبرجن۔ تو تخفیف کے لیے ایک تاء کو حذف کر دی گئی ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل عبارت کا ترجمہ کریں اور نشان زدہ صیغے بتائیں اور شان نزول لکھیں؟

وسيجنبها يبعد عنها الاتقى بمعنى التقى الذى يوتى ماله يتزكى متزكياً به عند الله بان يخرجه الله تعالى لارياء ولا سمعة فيكون زكيا عند الله تعالى ومالاحد بلال وغيره عنده نعمة تجزى الا لكن فعل ذالك ابتغاء وجه ربه الاعلى اى طلب ثواب الله ولسوف يرضى بما يعطاه من الثواب فى الجنة والاية تشتمل من فعل مثل فعله فيبعد عن النار ويثاب .

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: اور عنقریب اس سے بہت دور رکھا جائے گا۔ اتقیٰ تقی کے معنی میں ہے۔ وہ جو دیتا ہے اپنا مال کہ پاک ہو جائے یعنی اللہ کے ہاں اس کو پاک کرنے کی غرض سے بایں طور کہ محض اللہ کے لیے نکالتا ہے دکھلاوے یا شہرت کی غرض نہیں۔ تو ایسی نیت سے خرچ ہونے والا مال اللہ کے ہاں صاف ستھرا ہو جاتا ہے اور نہیں کسی ایک کے لیے یعنی حضرت بلال وغیرہ کے لیے اس کے ہاں کوئی احسان کا بدلہ دیا جائے (الا

لکن کے معنی میں ہے) لیکن ایسا فعل اس لیے کیا تا کہ اپنے رب جو بلند و بالا ہے، کی رضا تلاش کرنے کے لیے یعنی اللہ سے ثواب طلب کرنے کے لیے۔ قریب ہے کہ وہ راضی ہو جائے گا اس کے ساتھ جو اللہ اس کو جنت میں ثواب عطا کرے گا۔ یہ آیت ہر اس شخص کو شامل ہے جس نے ایسا کیا تو وہ عذاب سے دور ہو جائے گا اور اسے ثواب دیا جائے گا۔

صیغے:

سیجنب: باب تفعیل سے واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول کا صیغہ ہے۔

الاتقی: واحد مذکر اسم تفعیل کا صیغہ ہے مستعمل بہ الف ولام۔

یوتی: باب انعال سے واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے۔

یتزکی: باب تفعل سے واحد مذکر غائب فعل مضارع کا صیغہ ہے۔

تجزی: ضَرَبَ یَضْرِبُ سے واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے فعل مضارع مجہول۔

یرضیٰ: باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے۔

(ب) آیت کریمہ کا شانِ نزول: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان لانے کی وجہ سے شدید عذاب دیا جا رہا تھا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گراں قیمت پر خرید کر آزاد کر دیا تو کفار مکہ نے آپ کے اس فعل پر ردِ عمل ظاہر کیا کہ یہ کام (حضرت) ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لیے کیا کہ کوئی ضرور بلال کا ان پر احسان ہوگا جس کا بدلہ دینے کے لیے انہوں نے بلال کو مصیبت سے چھٹکارا دلایا۔ تو کافروں کی اس بات کو رد کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

سوال نمبر3: لَئِنْ لام قسم لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ عَنْ نِفَاقِهِمْ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ بِالزِّنَا وَالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِقَوْلِهِمْ قَدْ اَتَاكُمُ الْعَدُوُّ وَسَرَایَاكُمْ قُتِلُوْا اَوْهُزِمُوْا لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ لَنُسَلِّطَنَّكَ عَلَیْهِمْ ثُمَّ لَا

یُجَاوِرُوْنَكَ یُسَاكِنُوْنَكَ فِیْهَا اِلَّا قَلِیْلًا مَّلْعُوْنِیْنَ مُبْعَدِیْنَ عَنِ الرَّحْمَةِ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا وُجِدُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا اَیِ الْحُكْمُ فِیْهِمْ هٰذَا عَلٰی جِهَةِ الْاَمْرِ بِهٖ۔

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور کلام الٰہی کو بذریعہ خط واضح کریں؟

جواب: اعراب اوپر سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں اور کلام الٰہی کو واضح کر دیا گیا ہے۔

(ب) عبارت مذکورہ کا آسان اردو ترجمہ کریں:

اور قسم ہے (لام قسم کے لیے ہے) نہ باز آئے منافق اپنے نفاق سے اور وہ لوگ کہ ان کے دلوں میں مرض ہے یعنی زنا کا اور وہ جو مدینہ میں مومنوں کے بارے میں جھوٹ پھیلاتے ہیں اپنے اس قول کے ساتھ کہ بہت قریب ہی تمہارے پاس دشمن آئے گا اور تمہارے لشکر قتل کیے جائیں گے یا شکست دیے جائیں گے تو ضرور ضرور ہم تمہیں ان پر غلبہ دیں گے۔ پھر وہ آپ کے آس پاس انہیں رہیں گے مگر تھوڑے اس حال میں کہ ان پر لعنت ہوگی اور وہ اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے۔ وہ جہاں کہیں پائے جائیں انہیں پکڑا جائے اور خوب خوب قتل کیا جائے۔ ان کے بارے میں یہ حکم باعتبار امر کے ہے۔

سوال نمبر4: (الف) درج ذیل عبارت کا ترجمہ کریں؟

ولاتلمزوا انفسکم لاتعیبوا فتعابوا ای لایعیب بعضکم بعضا ولا تنابزوا بالالقاب ای لاید عو بعضکم بعضاً بلقب یکرھہ ومنہ یافاسق ویاکافر بئس الاثم ای المذکور من السخریۃ واللمز والتنابز الفسوق بعد الایمان بدل من الاسم لافادۃ انہ فسق لتکرہ عادۃً ومن لم یتب من ذالک فاولئک ھم الظالمون یاایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم مؤثم وھو کثیر کظن اسوء باھل الخیر من المومنین وھم کثیر بخلافہ بالفساق منھم فلا اثم فیہ نحو مایظھر منھم ۔

جواب: (الف) ترجمہ: اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو (یعنی نہ غیب لگاؤ تم ایک

دوسرے پر، اگر تم نے ایسا کیا) تو تم پر بھی عیب لگایا جائے گا یعنی تمہارے بعض بعض پر عیب نہ لگائیں۔ نہ پکارو تم ایک دوسرے کو برے القاب سے یعنی نہ پکاریں تمہارے بعض بعض کو اپنے نام کے ساتھ جسے وہ ناپسند کرتے ہوں جیسے فاسق یا کافر کہنا۔ کتنا برا نام ہے (یعنی مذاق کرنا، طعنہ دینا اور برے القاب) ایمان کے بعد فاسق کہلانا۔ یہ اسم سے بدل واقع ہو رہا ہے کہ متکرر ہونے کی وجہ سے یہ بھی فسق ہی ہے۔ جس نے اس سے توبہ نہ کی تو وہی ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! کثیر گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ (گناہگار کرنے والے ہوتے ہیں) اور یہ کثیر الوقوع چیز ہے جیسے: بہترین مؤمنین کے بارے میں برا گمان رکھنا بخلاف فاسق مومنوں کے تو جو ان سے ظاہر ہوتا ہے اس بارے میں گمان رکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

(ب) لمز، تنابز، سوءظن، تجسس اور غیبت کی تعریفیں لکھیں؟

لمز کی تعریف: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر عیب لگانا۔

تنابز کی تعریف: کسی کا نام بگاڑنا اور اس کو برے لقب سے پکارنا۔

سوءظن کی تعریف: کسی دوسرے کے بارے میں بدگمانی رکھنا جبکہ وہ نیک انسان ہو۔

تجسس کی تعریف: مسلمان کے عیب تلاش کرنا اور خفیہ حال کی جستجو میں لگے رہنا۔

غیبت کی تعریف: کسی مسلم بھائی میں پائے جانے والے مکروہ عمل کو اس کی پیٹھ پیچھے کسی سے بیان کرنا۔

سوال نمبر 5: سورۂ ابی لہب کا شانِ نزول اور تفسیر کریں؟

جواب: شانِ نزول: ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کوہ صفا پر جمع فرمایا اور کہا: اے لوگو! کیا تم نے مجھے بچپن سے آج تک سچا نہ پایا؟ سب نے کہا: ہاں۔ پھر پوچھا: کیا تم نے مجھے امین نہ پایا؟ سب نے کہا: ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سن لو! میں تمہیں اللہ کے دردناک عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اس پر ابولہب بولا کہ تمہاری ہلاکت ہو اور تم تباہ ہو جاؤ تم نے ہمیں یہ سنانے کے لیے بلایا ہے؟ اس پر سورہ مبارکہ نازل

ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کا جواب دیا۔

تفسیر:

تباہ و برباد ہو جائیں یعنی ابولہب کے دونوں ہاتھ یعنی اس کا سارا جسم۔ یہاں مجازاً (سارے جسم کو) ہاتھوں سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ اکثر افعال ہاتھوں کے ذریعے انجام پاتے ہیں۔ یہ دعائیہ جملہ ہے۔ وہ ہلاک ہو گیا یعنی خسارے میں پڑ گیا۔ یہ خبر ہے۔ جیسا کہ عربوں کا قول ہے اللہ اس کو ہلاک کرے اور وہ ہلاک ہو گیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب کا خوف دلایا تو وہ بولا: اگر میرا بھتیجا حق و سچ کہتا ہے تو میں اپنا مال اور اولاد فدیہ دے دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اس کا کمایا ہوا مال اسے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اغنیٰ ماضی بمعنی یغنی مضارع ہے۔ تو عنقریب وہ اور اس کی بیوی دہکتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ ابولہب کی کنیت' ابولہب اس لیے ہے کہ اس کا چہرہ بہت چمکتا اور دمکتا تھا اور سرخ تھا۔ اس بناء پر اس کی کنیت ابُولہب بن گئی۔ اس کو عذاب اس کی کنیت کا ہی انجام ونتیجہ ہے۔ اِمْرَاَتُهٗ مرفوع اس لیے ہے کہ اس کا عطف سیصلیٰ کی ضمیر مرفوع پر ہے اور یہ عطف اس لیے چلایا گیا کہ معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان مفعول اور اس کی صفت کا فاصلہ آ گیا۔ تو قاعدہ ہے کہ جب فاصلہ آ جائے تو پھر بغیر تاکید کے ضمیر مرفوع متصل پر عطف کر سکتے ہیں۔ اگر فاصلہ نہ ہو تو پھر ضمیر مرفوع متصل پر عطف کرنے کے لیے اس کی ضمیر مرفوع منفصل کی تاکید لانا ضروری ہے۔ اس کی بیوی کا نام ام جمیل تھا۔ اس کا کام یہ تھا کہ لکڑیوں کے گٹھے یعنی کانٹے وغیرہ اٹھا اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں بکھیرتی۔ پھر اس کی موت اس کی گردن میں کھجور کی چھال کی رسی پڑنے کی وجہ سے واقع ہوئی۔ فی جیدها حبل مسد ۔ یہ جملہ یا تو حمالة الحطب سے حال ہے یا پھر مبتداء مقدر کی خبر ہے۔

سوال نمبر 6: سورۂ قدر کا شانِ نزول اور اس کے مضامین بیان کریں؟ نیز شب قدر کی فضیلت بیان کریں؟

جواب: شان نزول: ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ امتوں سے ایک شخص کی عبادت کا تذکرہ فرمارہے تھے کہ وہ سارا سارا دن جہاد میں مصروف رہتا اور ساری ساری رات عبادت میں مشغول رہتا۔ اس نے یہ عمل ہزار مہینہ جاری رکھا۔ صحابہ کرام کو اس پر بہت تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تسکین قلب کی خاطر یہ شب قدر عطا فرمائی اور یہ سورت نازل فرمائی۔

مضامین: سورۂ قدر درج ذیل مضامین پر مشتمل ہے:

☆ - نزول قرآن کا وقت بیان فرمایا گیا۔

☆ - لیلۃ القدر کی فضیلت واہمیت کو بیان وواضح کیا گیا کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

☆ - اس سورہ میں یہ واضح فرمایا کہ قدر کی رات میں فرشتے اور جبریل علیہ السلام زمین پر اترتے ہیں اور ہر عابد اور عابدہ پر سلامتی بھیجتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔

☆ - اس رات میں سال بھر کے احکام نازل کیے جاتے ہیں۔

شب قدر کی اہمیت وفضیلت:

شب قدر کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس کی فضیلت احادیث میں بھی بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے شب قدر ایمان واخلاص کے ساتھ بیداری میں گزاری تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ سبحان اللہ!

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2015ء﴾

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

القسم الاوّل: اصول حدیث

سوال نمبر 1: المدرج، المزید فی متصل الاسانید، المرفوع، المضطرب، المصحف کی تعریفات کریں؟

جواب: المدرج: اگر مخالفت سند کے سیاق کو تبدیل کرنے یا موقوف کو مرفوع سے بدلنے کے ساتھ ہو تو اسے مدرج کہتے ہیں۔

المزید فی متصل الاسانید: لفظ مزید زیارت سے اسم مفعول ہے۔ لفظ متصل، منقطع کی ضد ہے جبکہ اسانید اسناد کی جمع ہے۔ اصطلاح میں ایسی سند جو بظاہر متصل ہو، کے درمیان میں کسی راوی کے اضافہ کرنے کو کہا جاتا ہے۔

المرفوع: لغوی اعتبار سے یہ رَفَعَ فعل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور یہ وضع کی ضد ہے۔ چونکہ اس کی نسبت رفیع وبلند شخصیت یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اس لیے اس کو مرفوع کہتے ہیں۔ اصطلاح میں وہ قول، فعل یا تقریر جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو۔

المضطرب: اضطراب سے ہے۔ وہ حدیث جس میں ایک راوی کو دوسرے راوی کی جگہ، یا متن کو دوسرے متن کی جگہ، یا متن میں الفاظ کی مخالفت ہو اور کوئی سبب ترجیح بھی نہ ہو۔

المصحف: اگر تبدیلی صرف الفاظ کے ساتھ ہو اور سیاق باقی ہو تو اسے مصحف کہتے ہیں۔

سوال نمبر 2: (الف) حدیث شاذ اور محفوظ میں فرق اور ان کا حکم بیان کریں؟

(ب) تدلیس التسویہ اور تدلیس الشیوخ کی تعریف مع امثلہ لکھیں؟

جواب: (الف) حدیث شاذ: شاذ اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے الگ ہونے والا۔ اور صطلاح میں وہ حدیث ہے جسے مقبول راوی اپنے سے اولیٰ کی مخالفت کرتے ہوئے روایت کرے۔

حدیث محفوظ: شاذ کے مقابلے میں حدیث محفوظ ہے۔ وہ حدیث ہے جسے ثقہ راوی کے مقابلے میں زیادہ ثقہ راویت کرے۔

دونوں کا حکم: حدیث شاذ مردود ہے جبکہ حدیث محفوظ مقبول ہے۔

(ب) تدلیس التسویہ: تدلیس کی یہ قسم حقیقت میں تدلیس الاسناد کی اقسام میں سے ایک ہے۔ یہ راوی اپنے شیخ سے روایت کرنا پھر دو ثقہ راویوں کے درمیان سے ضعیف راوی کو ساقط کر دینا۔ جن دونوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہو۔

صورت اس کی یہ بنے گی کہ راوی کسی شیخ جو ثقہ ہو، سے روایت کرے اور وہ ثقہ ضعیف سے اور وہ ضعیف پھر ثقہ سے اور ان دونوں ثقہ نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہو۔

مثال: لاتحمدوا اسلام المرء حتی تعرفوا عقدة رایه ۔

اس حدیث کو عبید اللہ بن عمرو نے اسحاق بن ابی فروہ سے، انہوں نے حضرت نافع سے، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

اس سند میں عبید اللہ بن عمرو ثقہ ہیں اور اسحاق بن ابی فروہ ضعیف اور حضرت ابن عمر ثقہ ہیں۔

تدلیس الشیوخ: یہ ہے کہ کوئی راوی کسی شیخ سے ایسی حدیث روایت کرے جو اس نے اس شیخ سے سنی ہو پھر وہ اس کا نام یا کنیت یا نسبت یا ایسا وصف بیان کرے جس کے ساتھ وہ معروف نہ ہوتا کہ وہ معروف ہو جائے۔

مثال: جس طرح آئمہ قراء میں ابو بکر بن مجاھد کا قول ہے:

حدثنا عبداللہ بن عبداللہ ۔ اور وہ اس سے ابو بکر بن ابی داؤد سجستانی مراد لیتے ہیں۔

سوال نمبر 3: (الف) طعن فی الراوی کتنے اور کون کون سے اسباب ہیں؟

(ب) حدیث موضوع کی پہچان کیسے ممکن ہے؟

جواب: (الف) طعن فی الراوی کے اسباب: طعن فی الراوی کے دس اسباب ہیں۔ پانچ کا تعلق عدالت سے ہے جبکہ پانچ کا تعلق ضبط سے ہے۔

اسباب متعلق بہ عدالت:

(1) جھوٹ (2) جھوٹ کی تہمت (3) فسق (4) بدعت (5) جہالت۔

اسباب متعلق بہ ضبط:

(1) کثیر غلطی کرنا (2) حافظہ کی کمزوری (3) غفلت (4) کثرتِ وہم (5) ثقہ راویوں کی مخالفت۔

(ب) حدیث موضوع کی پہچان: حدیث موضوع کی پہچان کچھ امور سے ہوتی ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(1) واضع اپنی وضع کا اقرار کرلے۔

(2) ایسی چیز کا اقرار کرے جو وضع کے قائم مقام ہو۔

(3) راوی میں قرینہ پایا جائے جو وضع پر دلالت کرے۔

(4) مروی میں قرینہ پایا جائے جو وضع پر دلالت کرے۔

ان چار امور سے حدیث موضوع کی پہچان ممکن ہے۔

القسم الثانی: حدیث شریف

سوال نمبر 4: عَنْ اَنَسٍ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارَ یَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ وَیَنْقِلُوْنَ التُّرَابَ وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ:

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا ۔ عَلَی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ .

اَللّٰهُمَّ لَاعَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ . فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ .

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) اشعار پڑھنا کیسا ہے؟ کیا شریعت میں ہر طرح کے اشعار پڑھنا جائز ہے؟

(ج) خوشامد کرنے والوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

نوٹ: اعراب اوپر سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

جواب: (الف) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے تھے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ مٹی منتقل کر رہے تھے اور وہ یوں کہہ رہے تھے:

''ہم وہ ہیں جنہوں نے رہتی زندگی تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد کرنے پر بیعت کی ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں یہ فرما رہے تھے:

''اے اللہ! نہیں ہے زندگی مگر آخرت کی زندگی تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔''

(ب) اشعار پڑھنے کا حکم:

وہ اشعار جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور مدحت رسول پر دلالت کریں یا پھر ان میں حکمت بھری باتیں مذکور ہوں یا نصیحت آمیز باتیں ہوں یا ان میں اچھے اخلاق کی تعلیم ملتی ہو، پڑھنے جائز ہیں۔ پڑھنا جائز ہے۔

حضرت حسان اور دیگر صحابہ وبزرگان دین نے خود اللہ تعالیٰ اور نبی علیہ السلام کی مدح میں اشعار کہے ہیں بلکہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصی دعا فرماتے: ''اے اللہ! تو حسان کی روح الامین کے ساتھ مدد فرما۔''

اسی طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ''حدائق بخشش'' کے نام سے پورا مجموعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں تحریر فرمایا۔

اگر اشعار بے حیائی، لغو باتوں، شریعت کے خلاف امور مشتمل ہوں اور وہ مذکورہ باتوں (اللہ کی حمد وثناء، مدحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ) پر مشتمل نہ ہوں تو پھر جائز نہیں ہیں۔

اگر اشعار پڑھنے میں آپ نیک مقصد رکھتے ہوں کہ ہمیں کلام عرب پر اطلاع ہو، جس سے ہمیں حدیث وتفسیر سمجھنے میں مدد ملے گی، تو پڑھ سکتے ہیں۔ جس طرح بزرگانِ دین شعرائے جاہلیت کے اشعار سے استدلال فرمایا کرتے ہیں۔

(ج) خوشامد کرنے والے کے متعلق ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم منہ پر تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہرے پر مٹی ڈال دو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی ہے۔ (یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔)

سوال نمبر 5: عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما انفق مومن من نفقة الا اجر فیها الا انفقته فی هذا التراب .

(الف) خط کشیدہ صیغے بتائیں اور حدیث پاک کی تشریح کریں؟

(ب) احادیث کی روشنی میں بڑے بڑے بنگلے تعمیر کرنے کا کیا حکم ہے؟

(ج) دنیا وآخرت کے متعلق حضور نے کیا فرمایا؟ مضمون کی صورت میں لکھیں؟

جواب: (الف) خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

انفق: باب افعال سے ماضی معروف واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، خرچ کرنا۔

اجر: واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ بدلہ دینا، عوض دینا۔

تشریح الحدیث: ما انفق میں ما نافیہ نہیں ہے بلکہ موصول کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ مومن جو بھی خرچ کرتا ہے خواہ اپنے اہل وعیال پر یا دوسرے لوگوں پر تو اللہ اس کو ضرور اجر عطا فرماتا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس نے جو اس مٹی میں خرچ کیا۔ یعنی بلند وبالا مکان وعمارتیں قائم کر لیں۔ اس نفقہ پر اس کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ یہ مال کو ضائع

کرنے کے مترادف ہے۔ ہاں اگر ضرورت ہو تو پھر کوئی گناہ نہیں، مکان تعمیر کرنے میں لیکن اگر ضرورت نہ ہو تو پھر خرچ کرنا بے کار ہے۔ حدیث پاک میں بھی ایسے مکان کے متعلق حکم ہے جو ضرورت سے زائد ہو یا اس کی زیب وزینت یا حاجت سے بڑھ کر ہو ورنہ مکان تو ضروریات زندگی میں سے۔ اسی طرح مساجد اور مسافر خانوں کی تعمیر پر بھی ثواب ملتا ہے کیونکہ ان کو بھی بہتر بنانا مستحب ہے۔

(ب) بنگلے تعمیر کرنے کا شرعی حکم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ باہر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ساتھ تھے۔ آپ نے ایک بلند مکان دیکھا تو فرمایا یہ کس کا ہے؟ اور یہ فرمان بطور تحقیر کے تھا۔ تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یہ فلاں انصاری کا مکان ہے۔ آپ خاموش ہو گئے مگر دل میں یہ بات رکھ لی (یعنی دل میں کراہت اور غضب رکھا) حتیٰ کہ اس کا مالک آپ کے پاس آیا، اس نے بھرے مجمع میں آپ کو سلام کیا تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ حتیٰ کہ اس نے کئی دفعہ سلام عرض کیا مگر آپ ہر بار منہ پھیر لیتے یہاں تک کہ اس نے آپ کی ناراضگی محسوس کی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہنے لگا کہ کیا ہوا کہ آج میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض پا رہا ہوں؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے تیرا بلند مکان دیکھا۔ وہ صحابی چلا گیا اور اس نے اپنا مکان گرا دیا حتیٰ کہ زمین کے برابر ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ ایک دن باہر تشریف لے گئے تو آپ نے وہ بلند مکان نہ دیکھا تو پوچھا کہ اس مکان کے ساتھ کیا ہوا؟ تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مالک نے آپ کی ناراضگی کے بارے میں ہم سے پوچھا ہم نے اسے مطلع کر دیا لہٰذا اس نے اسے گرا دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''ہر عمارت اس کے مالک کے لیے وبال ہے ماسوائے اس کے جس کی ضرورت ہو۔''

بلند وبالا بنگلے بنا کر ان پر فخر کرنا قیامت کی علامات سے ہے۔ پھر ان میں اسراف مال بھی ہے لہٰذا بچنا چاہیے۔ ہاں اگر بلند مکان بنانے کی ضرورت ہو مثلاً جگہ ہی تھوڑی ہے اور

افراد اہل وعیال زیادہ ہوں تو پھر مکان پر مکان بنانا اور اس کو بلند کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ اس پر زیب وزینت حسب ضرورت ہو، ضرورت سے بڑھ کر نہ ہو۔

(ج) دنیا وآخرت:

دنیا وآخرت دونوں ضدیں ہیں۔ یہ کبھی بھی ایک دوسرے کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ جس نے دنیا کو ترجیح دی اس کی آخرت تباہ اور جس نے آخرت کو محبوب جانا اس نے دنیا سے ہاتھ دھو لیا۔ دنیا کی زندگی چند دنوں کا کھیل ہے جبکہ آخرت کی زندگی ہمیشہ کی زندگی اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ کی زندگی کو اپنا محبوب سمجھے اور چند دن کی فانی زندگی سے بے رغبتی کا اظہار کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم مسافر ہو اور ظاہر بات ہے کہ مسافر ہمیشہ سفر میں ہی رہتا ہے بلکہ ایک وقت آتا ہے کہ اس کا سفر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک وقت آئے گا ہم ختم اور فنا ہو جائے گی۔

دنیا سے نفرت پیدا کرنے کے لیے ایک جگہ فرمایا: ''دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ تجھ سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جاؤ لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔'' اگر دنیا سکون واطمینان کی چیز ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے پسند فرماتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دنیا کو مومن کے لیے قید خانہ قرار دیا ہے۔ قید خانہ میں کوئی سکون تو نہیں ہوتا بلکہ مصائب وآلام ہی ہوتے ہیں۔

آخرت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ پسند فرمایا۔ آپ نے فرمایا: زندگی تو آخرت کی ہی زندگی ہے۔

پھر ہمیں بھی چاہیے کہ اس دنیا کے ساتھ ہی رل نہ لگا بیٹھیں بلکہ ہر وقت آخرت کی فکر میں رہنا چاہیے اور اپنی آخرت کو ہی سنوارنے میں لگے رہنا چاہیے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم باقی رہنے والی زندگی یعنی آخرت کو دنیا پر ترجیح دو۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اجزاء حل کریں؟

(الف) حدیث کی روشنی میں حیاء اور حسن خلق پر کم از کم پندرہ سطور کا مضمون لکھیں؟

(ب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کا مفلس کسے قرار دیا؟

(ج) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) حیاء اور حسن خلق پر نوٹ:

انسان کو ہمیشہ باحیاء ہونا چاہیے اور دوسروں کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ جو شخص حیاء اور حسن اخلاق کی دولت سے محروم ہے بلکہ جس میں مزین ہے اس نے گویا دنیا کو فتح کرلیا اور پوری دنیا پر حکمرانی کرلی۔ (اگر چہ وہ غریب ہی ہو) لیکن جو شخص شرم وحیاء اور حسن اخلاق کی دولت سے محروم ہے بلکہ جس میں تکبر و بڑائی اور بے حیائی کوٹ کھوٹ کر بھری ہوئی ہو تو وہ گویا دنیا کا حقیر ترین انسان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حیاء نہیں لاتی مگر خیر کو''۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص حیاء کے متعلق اپنے بھائی کو نصیحت کر رہا تھا کہ اتنی حیاء کیوں کرتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو یعنی اسے نصیحت نہ کرو کیونکہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

اب دیکھیں کہ اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ وہ چیز جس کی وجہ سے ایمان کی تکمیل ہو بھلا اس کی قدر ومنزلت کوئی کم تو نہیں ہوگی۔ حیاء ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے۔ اور بے ہودہ گوئی جفا ہے اور جفا جہنم میں ہے''۔ حیاء ایک ایسی صفت ہے جو انسان کو حیوان بننے سے روکتی ہے۔ (یاد رہے کہ اس جگہ حیوان سے منطقیوں والا حیوان نہیں ورنہ ہر انسان حیوان ہے۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء اگلے انبیاء کا کلام ہے جو لوگوں میں مشہور ہے۔ جب تجھ میں حیاء نہیں تو جو چاہے کر۔ ایمان اور حیاء دونوں ساتھی ہیں جب ایک کو اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

حسن اخلاق کے بارے میں پوچھو کہ اس کی قدر ومنزلت کیا ہے؟ (یعنی بہت زیادہ ہے) حسن اخلاق ایسی چیز ہے جو انسان کو اللہ کا محبوب ترین بندہ بنا دیتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ نیز آپ نے فرمایا: ایمان میں زیادہ کامل وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور حسن خلق تو تمام اشیاء میں سے بہتر شے ہے۔ اس سے انسان کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل و صائم النہار کا درجہ پالیتا ہے۔ الغرض شخص حیاء اور حسن خلق ایسی صفتیں ہیں جو انسان کو حیوانیت سے نکال دیتی ہیں۔

(ب) امت کا مفلس شخص:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا مفلس شخص وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، الزام لگایا ہوگا، کسی کا ناحق مال ہڑپ کیا ہوگا، کسی کو ناحق قتل کیا ہوگا تو اس کی کچھ نیکیاں اس شخص کو مل جائیں گی تو کچھ ان کو جن پر اس نے ظلم کیا ہوگا۔ اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں مگر ان کی ادائیگی ابھی باقی ہوگی تو پھر ان لوگوں کی برائیاں اس کے ذمے میں ڈال دی جائیں گی اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(ج) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مطلب:

امر بالمعروف کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کا کہنا اور روزہ رکھنے کا کہنا۔ نہی عن المنکر سے مراد یہ ہے کہ بری باتوں سے منع کرنا مثلاً بے حیائی سے روکنا، شراب پینے سے روکنا اور یہ دونوں چیزیں فرض ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: كنتم خير امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر ۔ احادیث مبارکہ میں ان کی بہت فضیلت آئی ہے اور اس کے خلاف کرنے کی مذمت آئی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے فرمایا: ''اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے، برائی سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

قرآن کریم میں ہے: **یبنی اقم الصلوٰة وأمر بالمعروف وانه عن المنکر واصبر علی مااصابك ان ذالك من عزم الامور ۔**

(لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا:) اے میرے بیٹے! تم نماز قائم رکھو، اچھی بات کا حکم دو، بری بات سے منع کرو اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کرو۔ بے شک یہ ہمت کا کام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں جو شخص بری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے بدلے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے''۔ لہٰذا جہاں تک ممکن ہو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے رہنا چاہیے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دیتے ہوئے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تم اچھی بات کا حکم کرو اور بری بات سے منع کرو۔ یا اللہ تعالیٰ تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا پھر تم دعا کرو گے مگر تمہاری دعا قبول نہ ہوگی''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر وہ نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اوامر کو بجالانے اور نواہی سے باز رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء

تیسرا پرچہ: فقہ وحدیث

القسم الاوّل: حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر 1: (الف) بسم اللہ شریف نماز میں اونچی آواز میں پڑھی جائے گی یا نہیں؟ تفصیلات لکھیں؟

(ب) نماز میں آمین کس طرح کہی جائے گی؟ تفصیلاً واضح کریں؟

جواب: (الف) بسم اللہ کی قرأت کی کیفیت:

نماز میں بسم اللہ شریف اونچی آواز میں نہیں پڑھی جائے گی بلکہ آہستہ آواز کے ساتھ پڑھنا سنت ہے۔

دلیل: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی تو ان میں سے کسی نے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے نہیں پڑھی۔ (صحیح مسلم)

صاحب سنن نسائی نے بھی اسی کی مثل حدیث نقل کی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: ''بے شک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ جہر نہیں کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ تسمیہ آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی کہ یہ قرأت میں شامل نہیں ہے۔ قرأت تو الحمد سے شروع ہوتی ہے۔

(ب) نماز میں آمین کی کیفیت:

تفصیلی جواب **2014**ء کے حل شدہ پرچہ میں لکھیں۔

سوال نمبر 2: بدعت اور اس کی اقسام کی تفصیل بمعہ امثلہ لکھیں؟

جواب: تفصیلی جواب 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 3: (الف) حدیث صحیح، حسن اور ضعیف کی تعریفیں کریں؟

(ب) حدیث ضعیف کن کن وجوہ سے قوی ہوتی ہے؟ چار کی مکمل وضاحت کریں؟

جواب: (الف) حدیث صحیح کی تعریف:

حدیث صحیح وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی متصل، عادل، ثقہ اور تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

حدیث حسن کی تعریف:

وہ حدیث جس میں صحیح کی ایک صفت تام الضبط نہ پائی جائے۔

حدیث ضعیف کی تعریف:

وہ حدیث ہے جس میں صحیح کی ایک سے زائد صفات مفقود ہوں۔

(ب) حدیث ضعیف کے قوی ہونے کی وجوہ:

تفصیلی جواب 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں ملاحظہ کریں۔

القسم الثانی: بہار شریعت

سوال نمبر 4: (الف) علم و تعلیم کی اہمیت بہار شریعت کی روشنی میں تحریر کریں؟

(ب) سونا، چاندی، ریشم وغیرہ کا مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ حکم واضح کریں؟

جواب: (الف) علم و تعلیم کی اہمیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت ۔**

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: **قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون ۔**
دیکھیں جب علم ہی ایسی چیز ہے جو خشیت الٰہی کا سبب بنتی ہے، علم ہی ایک ایسی دولت ہے جو بلندیٔ درجات کا سبب بنتی ہے اور علم ہی جاننے والوں اور جاہلوں کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے تو پھر اس کی اہمیت کیسے ظاہر نہ ہوگی۔

بے شمار احادیث مبارکہ فضیلت علم و اہمیت علم پر دال ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص علم کی طلب کے لیے نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔ فرمایا: علم ایک ایسی چیز ہے جس کا نفع زندگی میں ہوتا ہے اور مابعد موت بھی جاری رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کی ایک گھڑی پڑھنا ساری رات عبادت سے افضل ہے۔ (سبحان اللہ)

علم ایک ایسی چیز ہے جس کی اہمیت ساری دنیا جانتی ہے اور انسانی زندگی کو احیاء بخشتی ہے اور خوشگوار بنا دیتی ہے۔ اس کے ذریعے آخرت سنور جاتی ہے مگر اس علم سے مراد دین کا علم ہے اور معرفت الٰہی کا علم ہے مگر وہ علم نہیں جو دماغ کی اختراع ہے۔

(ب) دھاتوں کے استعمال کا حکم:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ مبارک میں ریشم جبکہ بائیں ہاتھ مبارک میں سونا رکھا تھا اور فرمایا یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں کے لیے حرام ہیں۔ لہٰذا سونے کا استعمال مرد کے لیے حرام ہے۔

سونے کا حکم عورت کے لیے:

عورت سونے کے زیورات استعمال کر سکتی ہے۔

چاندی کا حکم مرد کے لیے:

صرف چاندی کی دھات بطور انگوٹھی مرد استعمال کر سکتا ہے اور وہ بھی ایک معین مقدار یعنی ساڑھے چار ماشہ کی۔

چاندی کا حکم عورت کے لیے:

چاندی کے زیورات عورتوں کے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔

ریشم کا حکم:

ریشم مرد کے لیے تو حرام ہے البتہ عورت کے لیے جائز ہے اگر چہ خالص ریشم ہی ہو۔

دیگر دھاتوں کا حکم:

دوسری دھاتیں مثلاً لوہا، پیتل، جست وغیرہ کی انگوٹھیاں مرد اور عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں۔

سوال نمبر 5: (الف) صدر الشریعت نے صلہ رحمی پر کثیر احادیث تحریر فرمائی ہیں، ان کی روشنی میں صلہ رحمی پر نوٹ لکھیں؟

(ب) بغض وحسد پر بہار شریعت کی روشنی میں مضمون تحریر کریں؟

جواب: (الف) صلہ رحمی پر نوٹ:

صلہ رحمی کا معنی ہے ''رشتہ کو جوڑنا'' یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی کا سلوک کرنا۔ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحمی واجب ہے اور قطع رحمی حرام ہے۔ جن رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی واجب ہے وہ کون ہیں؟ تو اس بارے میں بعض علماء نے فرمایا: ذو رحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا اس سے مراد ذو رحم ہیں۔ محرم ہوں خواہ غیر محرم اور ظاہر یہی دوسرا قول ہے۔ احادیث میں مطلقاً رشتہ داروں کے ساتھ صلہ کرنے کا حکم آتا ہے۔ قرآن مجید میں مطلقاً ذوی القربی فرمایا گیا مگر یہ بات ضروری ہے کہ رشتہ میں چونکہ مختلف درجات ہیں صلہ رحم کے درجات میں بھی تفاوت آجاتا ہے۔

والدین سب سے بڑھ کر ہیں' ان کے بعد ذو رحم محرم کا اور ان کے بعد بقیہ رشتہ داروں کا علی قدر مراتب۔

قرآن وحدیث میں صلہ رحمی کی بہت فضیلت آئی ہے اور اس کو ترک کرنے والے

کے لیے وعید آئی بھی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے حبیب! تم فرمادو جو کچھ نیکی میں خرچ کرو تو والدین کے لیے ہو' قریبی رشتہ داروں کے لیے ہو' یتیموں کے لیے ہو مسکینوں کے لیے ہو اور مسافر کے لیے۔ جو تم نیکی کرو گے پس بے شک اللہ اس کو جانتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیادہ احسان کرنے والا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ (باپ کے نہ ہونے کی صورت میں) احسان کرے۔ صلہ رحمی توڑنے والے کے متعلق ارشاد فرمایا: **لایدخل الجنة قاطع** ۔ قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(ب) بغض وحسد پر نوٹ:

حسد کا مطلب یہ ہے کہ کوئی انسان دوسرے میں کوئی خوبی دیکھے، اس کو اچھی حالت میں پائے، اس کے دل میں یہ آرزو پیدا ہو کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے یعنی دوسرے کے لیے زوال نعمت اور اپنے لیے اس کے حصول کی تمنا کرنا حسد کہلاتا ہے۔

حسد حرام ہے اور قرآن وحدیث میں اس کی مذمت آئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور نہ تمنی کرو اس کی جس سے اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی مردوں کے لیے اسی سے حصہ ہے جو انہوں نے کی کمایا اور عورتوں کے لیے اسی سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔ بے شک اللہ ہر شئی کو جانتا ہے۔

دوسری جگہ فرماتا ہے: ''**ومن شر حاسد اذا حسده** ۔ ''اور حاسد کے شر سے پناہ مانگو جب وہ حسد کرے۔

اسی طرح احادیث میں بھی اس کی مذمت آئی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ اور فرمایا: حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔ فرمایا حسد' چغلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔ لہٰذا مسلمانوں کا ان کے ساتھ بالکل تعلق نہیں ہونا چاہیے۔

سوال نمبر 6: (الف) مرد، مرد کو، عورت، عورت کو، مرد عورت اور عورت مرد کو کس حد تک دیکھ سکتے ہیں؟

(ب) سلام کی فضیلت واحکام پر بہار شریعت کی روشنی میں نوٹ تحریر کریں؟

جواب: (الف) مرد کا مرد کو دیکھنا: ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک کے علاوہ مرد مرد کا تمام جسم دیکھ سکتا ہے۔

عورت کا عورت کو دیکھنا: جتنے جسم کا حصہ مرد مرد کا دیکھ سکتا ہے اتنا عورت، عورت کے جسم کو دیکھ سکتی ہے یعنی ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک۔

مرد کا عورت کو دیکھنا:

اگر عورت مرد کی بیوی ہو یا اس کی باندی تو پھر اس کے ہر عضو کی طرف نظر کر سکتا ہے۔ اسی طرح عورت بھی اپنے شوہر کے جسم کا ہر حصہ دیکھ سکتی ہے۔ اگر عورت اجنبی ہو تو پھر صرف ہاتھ اور چہرہ ہی دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو۔

اگر عورت محارم میں سے ہو تو پھر اگر شہوت نہ ہو تو اس کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن اور قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے۔

اگر عورت دوسرے کی باندی ہے تو پھر اس کی طرف نظر کرنے کا حکم محارم کی طرف نظر کرنے کی طرح ہے۔

(ب) فضیلت واحکام سلام:

سلام کرنے میں انسان کی نیت یہ ہونی چاہیے کہ اس کی عزت، آبرو اور مال سب میری طرف سے امان وحفاظت ہے۔ ان چیزوں کے درپے ہونا حرام ہے۔ تو گویا سلام کرنے سے انسان دوسرے کو یہ وعدہ دیتا ہے کہ میری طرف سے تیرا مال، عزت وآبرو سب کچھ محفوظ ہے۔

قرآن وحدیث میں سلام کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منھا او ردوھا کہ جب تم میں سے کوئی کسی کو لفظ

سلام کہے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہ الفاظ کہہ دو"۔ اور فرماتا ہے: فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیة من عنداللہ مبرکة طیبة ۔ جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنوں پر سلام کرو، اللہ کی طرف سے سلامتی ہے، مبارک اور پاکیزہ۔

احادیث مبارکہ میں سلام کی فضیلت آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوال سے پہلے سلام ہے اور جو شخص سلام سے پہلے سوال کرے اسے جواب نہ دو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلم کے مسلم پر چھ حقوق ہیں:

(1) جب اس سے ملے تو سلام کرے۔ (2) جب بلائے تو اجابت کرے۔ (3) چھینکے تو جواب دے۔ (4) بیمار ہو تو عیادت کرے۔ (5) مرے تو جنازہ میں جائے۔ (6) جو چیز اپنے لیے پسند کرے وہی دوسروں کے لیے کرے۔

احکام سلام: سلام کرنا سنت ہے جبکہ اس کا جواب دینا واجب ہے۔ سلام صرف جان پہچان والے کو ہی نہیں کرنا چاہیے بلکہ تمام کو خواہ جاننے والا ہو یا نہ جاننے والا۔ سلام کرتے وقت صیغہ جمع کا یعنی علیکم کہنا چاہیے خواہ ایک ہو یا جماعت۔ جواب میں بھی جمع کا صیغہ ہی کہنا چاہیے۔ سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے، تاخیر کی تو گناہ گار ہوگا۔ بعد میں جواب لوٹایا تو گناہ کا کفارہ نہیں ہوگا۔ جو شخص سوار ہو وہ پیدل کو سلام کرے۔ ماشی یعنی چلنے والا جالس یعنی بیٹھنے والے کو سلام کرے۔ کم آدمی کثیر آدمیوں کو سلام کریں اور چھوٹا بڑے کو۔ انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا ممنوع ہے یہ کفار کا طریقہ ہے۔ سلام اتنی آواز سے کہے کہ دوسرا آدمی سن لے۔ اگر دوسرے تک آواز نہ گئی تو اس پر جواب دینا واجب نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہو یا درس تدریس میں مشغول ہو یا وعظ کرنے میں یا ذکر میں مشغول ہو تو کو سلام نہ کہنا چاہیے۔ اگر کسی نے کر دیا تو ان پر جواب دینا واجب نہیں ہے۔

کافر کو سلام نہیں کہنا چاہیے۔ اسی طرح جوان لڑکی کو اجنبی اور غیر محرم کو سلام نہ کرے کہ شہوت کا اندیشہ ہے۔ اگر جوان لڑکی سلام کرے تو جواب آہستہ آواز سے دے تاکہ آپ کی آواز اس کو نہ سنائی دے۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر1: (الف) قیاس کی شرائط لکھیں اور کوئی سے دو قیاسی مسئلے لکھیں؟

جواب: اس سوال کا جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) الاحتجاج بلا دلیل انواع: بلا دلیل استدلال کی اقسام میں سے دو کی توضیح لکھیں؟

جواب: دلیل کے بغیر استدلال کرنے کی کئی صورتیں وانواع ہیں ان میں دو کی توضیح درج ذیل ہے:

(1) عدم علت سے عدم حکم پر دلیل پکڑنا جیسے کہا جاتا ہے کہ جو چیز سبیلین کے غیر سے نکلے وہ وضو کو نہیں توڑتی کیونکہ وضو تو وہ توڑتی ہے جو دونوں راستوں میں سے کسی ایک سے نکلے۔لہٰذا قے، سبیلین سے نہیں نکلتی تو پھر قے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(2) استصحاب حال سے دلیل پکڑنا بھی کوئی دلیل تو نہیں ہے۔محض گزشتہ حالت سے اس کو ثابت کیا جاتا ہے۔تو کسی حکم کے ماضی میں قوت کو دیکھ کر اب بھی اس پر وہی حکم لگانا استدلال بالاستصحاب حال کہلاتا ہے۔ ہمارے نزدیک استدلال کی دونوں نوعیتیں درست نہیں ہیں البتہ یہی نوع ایک صورت میں صحیح ہے۔وہ یہ کہ جب اس حکم کے لیے صرف وہی علت ہے جو یہاں معدوم ہے تو پھر عدم علت عدم حکم کو مستلزم ہوگا۔اگر اس حکم کے لیے اس علت کے علاوہ اور علت بھی ہے تو پھر اس نوع سے استدلال درست نہیں۔

استصحاب حال سے بھی استدلال درست نہیں ہے کیونکہ کسی چیز کے وجود سے اس کا باقی رہنا لازم نہیں آتا۔لہٰذا اس کے ذریعے کسی نقصان وغیرہ کو تو دور کیا جاسکتا ہے مگر کسی چیز کو لازم نہیں کیا جاسکتا جیسے اگر کسی عورت کا حیض دس دنوں سے تجاوز کر جائے اور اس کی عادت معروف ہو تو اس کا حیض عادت کے مطابق ہوگا اور باقی استحاضہ کیونکہ اگر حیض دس

دن قرار دیا جائے تو اس سے عادت کا بدلنا لازم آئے گا جس پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال2: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں، اس حجت پر دلیل دیں؟

(ب) ممانعت، القول بموجب العلۃ، فساد وضع اور معارضہ کی تعریفیں و مثالیں لکھیں؟

جواب: (الف) جواب 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں ملاحظہ کریں۔

(ب) جواب: ممانعت کی تعریف:

ممانعت کا مطلب ہے کہ معلل نے جو کچھ تعلیل سے ثابت کیا اس پر اعتراض کیا جائے جیسے عند الشوافع صدقہ فطر کا سبب اور علت عید فطر کا دن ہے لہٰذا ان کے نزدیک جو شخص عید کی رات مر جائے اس کا صدقہ فطر ساقط نہیں ہوگا لیکن احناف کے نزدیک ساقط ہو جائے گا کیونکہ وقت یعنی عید کی صبح نہیں پایا گیا لہٰذا واجب نہیں۔اسی طرح ایک دوسرے مسئلے میں اختلاف ہے وہ یوں کہ امام حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب نصاب پر زکوٰۃ کی مقدار واجب ہے۔لہٰذا اگر نصاب ہلاک بھی ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی۔

فرض پر قیاس کرتے ہوئے لیکن ہمارے نزدیک زکوٰۃ کی مقدار کا اس ضمن میں ہونا صحیح نہیں بلکہ اس کی ادائیگی واجب ہوتی ہے۔جب نصاب ہلاک ہوگیا تو اس کے ضمن میں جو کچھ ہوا تھا وہ بھی ہلاک ہوگیا لہٰذا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔گویا احناف نے ان کی بیان کردہ علت کو تسلیم نہیں کیا اور اس پر اعتراض کر دیا۔

القول بموجب العلۃ کی تعریف:

اس کا مطلب یہ ہے کہ معلل نے جس وصف کو علت قرار دیا ہے اسے تو تسلیم کرے مگر اس کے معلول کو تسلیم نہ کرے جیسے ایک علت ہے کہ فرض تعین کے بغیر ادا نہیں ہوتا۔اس علت کی بناء پر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رمضان کا روزہ فرض ہے لہٰذا اس کی تعیین ضروری ہے۔ہم کہتے ہیں کہ آپ کی بیان کردہ علت تو مسلم ہے لیکن رمضان

کے روزے کے لیے خود شریعت کی طرف سے تعیین ہو چکی ہے۔ لہٰذا اسے قضا پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

فسادِ وضع:

یعنی علت کو ایسا وصف قرار دیا جائے جو اس کے لائق نہیں جیسے شوافع کے نزدیک جو شخص آزاد عورت سے نکاح پر قادر ہو اس کے لیے لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ اس کے عکس میں جائز نہیں۔ یعنی آزاد کی موجودگی میں لونڈی سے نکاح جائز نہیں ہے۔

اس کے جواب میں احناف کہتے ہیں کہ آپ نے مرد کے آزاد اور قادر ہونے کو عدم جواز کی علت قرار دیا حالانکہ اس کا آزاد اور قادر ہونا لونڈی سے نکاح کے جواز کا مقتضی ہے۔ گویا معلل نے علت سے جو حکم ثابت کیا ہے علت اس کے لائق نہیں ہے۔

معارضہ: دلیل سے ثابت شدہ حکم کو روکنا معارضہ کہلاتا ہے، جیسے: عند الشوافع مسح رکن ہے وضو کا لہٰذا اس میں بھی تثلیث ہونی چاہیے جیسا کہ باقی دھونے والے اعضاء میں تثلیث ہوتی ہے۔ احناف اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ مسح رکن ہونا تو مسلم ہے مگر اس میں تثلیث ہمیں تسلیم نہیں یعنی تثلیث مسح کا سنت ہونا تسلیم نہیں ہے اور نہ ہی اس سے ثابت ہوتا ہے، جیسے: موزوں کا مسح رکن تو ہے لیکن تین بار کرنا سنت نہیں ہے۔ ایسے ہی وضو میں مسح رأس رکن تو ہے مگر تین بار کرنا سنت نہیں ہے۔

سوال نمبر 3: اَلْوَاجِبُ عَلَى الْمُجْتَهِدِ طَلَبُ حُكْمِ الْحَادِثَةِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَرِيْحِ النَّصِّ اَوْ لِدَلَالَتِهٖ عَلٰى مَا مَرَّ ذِكْرُهٗ فَاِنَّهٗ لَا سَبِيْلَ اِلَى الْعَمَلِ بِالرَّأْيِ مَعَ اِمْكَانِ الْعَمَلِ بِالنَّصِّ وَلِهٰذَا اِذَا اشْتَبَهَتِ الْقِبْلَةُ فَاَخْبَرَهٗ اَحَدٌ عَنْهَا لَا يَجُوْزُ لَهُ التَّحَرِّيْ ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور تشریح کریں؟

(ب) (i) مسافر کے پاس دو برتنوں میں پانی ہے، ایک پاک ہے اور دوسرا ناپاک۔ وہ پاک پانی والا برتن بھول گیا اب وضو کے لیے کیا کرے گا؟ جو بھی جواب ہو وجہ بھی

لکھیں؟

(ii) مسافر کے پاس کپڑے ہیں، ایک کپڑا پاک ہے تو دوسرا نجس ہے۔ وہ پاک کپڑا بھول گیا اب نماز پڑھنے کے لیے کیا کرے گا؟ جو بھی جواب دیں اس کی وجہ بھی لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت کی تشریح: صاحب اصول الشاشی اس عبارت میں یہ مسئلہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر مجتہد نے کوئی مسئلہ تلاش کرنا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس مسئلہ کو کتاب اللہ میں تلاش کرے جو تمام ادلہ سے بڑھ کر دلیل ہے۔ اگر وہ کتاب اللہ میں مسئلہ نہ پائے تو پھر سنت رسول (حدیث) سے اس مسئلہ کو تلاش کرے کیونکہ کتاب اللہ کے بعد سنت رسول کا درجہ ہے۔ جب نص پر عمل ممکن ہو تو پھر رائے یعنی قیاس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

آگے علامہ نے اسی مسئلہ پر تفریع بٹھائی کہ نص پر عمل ممکن ہونے کی صورت میں قیاس کو ترک کر دیا جائے گا کہ اگر کسی شخص پر قبلہ مشتبہ ہو گیا۔ اس کو پتہ نہیں چل رہا کہ قبلہ کی جہت کس طرف ہے لیکن اس کو کسی نے خبر دے دی جہت قبلہ کی، اب ایسے بندے کے لیے اسی خبر پر عمل کرنا ضروری ہے تحری کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ تحری کرنا تو قیاس ہے۔ مخبر کا خبر دینا بمنزل نص کے ہے تو جب نص پر عمل کرنا ممکن ہے تو قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

(ب) جواب 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 4: اجماع کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں، اجماع سے ثابت ہونے والے کم ازکم دو مسئلے بیان کریں؟

جواب: اجماع کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

مسائل: مسئلہ نمبر 1: سرکے کے ساتھ ناپاک کپڑے کو دھونا ہے یعنی اگر کپڑوں پر نجاست لگ جائے اور اس کو سرکے کے ساتھ دور کیا اور وہ دور ہو گئی تو اس جگہ طہارت کا حکم لگا دیا جائے گا کیونکہ نجاست کا پایا جانا علت تھا سو اب وہ ختم ہو گئی۔

مسئلہ نمبر 2: اگر کسی آدمی کو قے آئی اور اس نے عورت کو ہاتھ بھی لگا دیا تو ایسی صورت میں امام صاحب اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ دونوں کی علتیں الگ الگ ہیں۔

(ب) اجماع عدم القائل بالفصل کی دونوں قسموں کی تعریف اور ایک ایک مثال دیں؟

جواب: اجماع عدم القائل بالفصل کی دو قسمیں ہیں:

نمبر 1: منشاء اختلاف دونوں مسئلوں کا ایک ہو۔ جیسے ہمارے نزدیک یہ قاعدہ صحیح ہے کہ تعلیق شرط کیے جانے پر سبب بنتی ہے تو طلاق یا عتاق کو ملک یا سبب ملک سے معلق کرنا صحیح ہے اور جب ہم نے ثابت کیا کہ اگر کسی اسم موصوف پر اس کی صفت کے ساتھ حکم لگایا جائے تو ضروری نہیں کہ اس کی تعلیق میں بھی صفت کا لحاظ رکھا جائے تو آزاد عورت سے نکاح کی طاقت رکھنا لونڈی سے نکاح کے جواز کے خلاف نہیں ہے جبکہ امام شافعی نے یہ شرط اسی قاعدے کے تحت ثابت کی ہے۔ اسی طرح جب اس قاعدے سے آزاد عورت سے نکاح کی طاقت کے باوجود مسلمان لونڈی سے نکاح درست ہے تو کتابیہ لونڈی سے بھی جائز ہے کیونکہ ماننے والے دونوں کو مانتے ہیں اور نہ ماننے والے بھی دونوں کا انکار کرتے ہیں۔

نمبر 2: منشاء اختلاف دونوں کا ایک نہ ہو بلکہ الگ الگ ہو جیسے جب قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو بیع فاسد سے بھی ملک ثابت ہوگی کیونکہ جن کے نزدیک قے ناقض وضو ہے وہ بیع فاسد سے ملک کا حصول بھی مانتے ہیں اور جو ایک کو نہیں مانتے وہ دوسرے کو بھی نہیں مانتے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ قتل عمد سے قصاص لازم آتا ہے اور قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا یہ کہ قے ناقض وضو نہیں اور عورت کو مس کرنا ناقض وضو ہے۔ تمام صورتوں میں اختلاف کا منشاء الگ الگ ہے۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

پانچواں پرچہ: اصول میراث

سوال نمبر 1: (الف) علم الفرائض کی فضیلت واہمیت بیان کریں؟

(ب) حدیث "تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم" کا مطلب لکھیں؟

جواب: (الف) فضیلت علم الفرائض:

علم الفرائض کو تمام علوم وفنون کے مقابل نصف علم قرار دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم" تم علم میراث سیکھو اور یہ دوسروں کو سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الفرائض کو نصف علم قرار دے کر اس کی فضیلت واہمیت کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔

(ب) توضیح الحدیث:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الفرائض کو نصف علم قرار دیا تو اس کی کئی وجوہ علماء کرام نے بیان کی ہیں:

بعض علماء نے فرمایا: علم الفرائض کو اس وجہ سے نصف علم قرار دیا کہ احکام فرائض کا ثبوت صرف نصوص سے ہے، قیاس کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے بخلاف دوسرے احکام کے کہ ان میں قیاس کو بھی عمل دخل ہے۔

بعض علماء کرام یہ توجیہہ بیان فرماتے ہیں کہ احکام دو طرح کے ہیں: (1) جن کا تعلق زندہ انسان کے ساتھ ہے۔ (2) جن کا تعلق مردہ انسان کے ساتھ ہے۔ علم الفرائض کا تعلق قسم ثانی کے ساتھ ہے اس لیے اس کو نصف علم قرار دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) ترکہ کسے کہتے ہیں؟ نیز قرآن کریم سے کوئی ایک آیت میراث

لکھیں؟

(ب) ترکہ سے کتنے حقوق متعلق ہوتے ہیں؟ تفصیلاً بیان کریں۔

جواب: (الف) ترکہ کی تعریف:

وہ مال ہے جو مابعد الموت باقی رہتا ہے کہ حق غیر اس کے ساتھ متعلق نہ ہو۔

آیت کریمہ ہے: فان کن نساء فوق اثنتین فلهن ثلثا ما ترک وران کانت واحدة فلها النصف ۔

(ب) ترکہ سے متعلق ہونے والے حقوق:

میت کے ترکہ سے چار حقوق متعلق ہوتے ہیں:

(1) سب سے پہلے میت کے مال سے بغیر کنجوسی واسراف کے تجہیز وتکفین کا انتظام کیا جائے گا۔

(2) میت کے قرضہ کی ادائیگی کی جائے گی۔ (اگر قرضہ ہو)

(3) جو مال بچ جائے گا اس کے تہائی حصے سے اس کی وصیت پوری کی جائے گی۔

(4) پھر باقی مال ورثاء میں قرآن وسنت اور اجماع کے طریقے پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

سوال نمبر3: (الف) جد صحیح، جد فاسد، جدہ صحیحہ، جدہ فاسدہ کسے کہتے ہیں؟

(ب) باپ، شوہر اور اخیافی بھائی کی حالتیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) جد صحیح کی تعریف:

ہر وہ شخص کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کریں تو درمیان میں ماں داخل نہ ہو یعنی ماں کا واسطہ نہ آئے جیسے باپ کا باپ (دادا)۔

جد فاسد کی تعریف:

میت کی طرف نسبت کرنے سے درمیان میں ماں کا واسطہ آئے جیسے ماں کا باپ یعنی

نانا۔

جدہ صحیح کی تعریف:

ہر وہ عورت کہ میت کی طرف منسوب کرنے سے درمیان میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے جیسے باپ کی ماں یعنی دادی، نانی۔

جدہ فاسدہ:

ہر وہ عورت کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کریں تو درمیان میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے جیسے ماں کے باپ کی ماں یعنی نانا کی ماں۔

(ب) باپ کی حالتیں:

باپ کی تین حالتیں ہیں:

(1) سدس (1/6): جب میت کے بیٹے یا پوتے (اگرچہ نیچے تک) ہوں۔

(2) سدس مع العصبہ: جب میت کی بیٹیاں ہوں۔

(3) محض عصبہ: جب ان میں سے کوئی بھی نہ ہو۔

شوہر کی حالتیں: شوہر کی دو حالتیں ہیں:

(1) نصف (1/2) جب میت کی اولاد نہ ہو۔

(2) ربع (1/4) جب میت کی اولاد ہو۔

اخیافی بھائی: اس کی تین حالتیں ہیں:

(1) سدس (1/6) جب ایک ہو۔

(2) ثلث (1/3) جب دو یا دو سے زائد ہوں۔

(3) سقوط (ساقط ہو جانا) جب میت کا بیٹا یا پوتا (اگرچہ نیچے تک) ہو۔

سوال نمبر 4: ولاء، ذاقربة واحده، اولاد ام، اختلاف دارین، ذوی الفروض نسبیہ مخرج، وارث ومورث کی مختصر توضیح کریں؟

جواب: ولاء کی تعریف: آزاد کردہ غلام یا عقد موالات کی وجہ سے حاصل

ہونے والی میراث کو ولاء کہتے ہیں۔

ذاقربۃ واحدۃ: ایک قرابت والے رشتہ دار کو ذاقربۃ واحدۃ کہتے ہیں جیسے علاتی بھائی۔

اولادام: ماں کی طرف سے جو اولاد ہو یعنی اخیافی اولاد کو اولاد ام کہتے ہیں۔

اختلاف دارین: گھروں کا مختلف اس طرح کہ ایک دارالاسلام میں رہتا ہو اور دوسرا دارالحرب میں جیسے حربی کافر وغیرہ۔

ذوی الفروض النسبیہ: وہ اصحاب فرائض جن پر تقسیم کے بعد مال دوبارہ رد کیا جاتا ہے۔اس سے شوہر اور بیوی نکل جائیں گے۔

مخرج: لفظ مخرج اسم مکان کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے ''نکلنے کی جگہ''۔اور اصطلاح میں ہر کسر مفرد کا مخرج وہ عدد ہوتا ہے کہ وہ کسر اس عدد کا ایک ہو، جیسے سدس یعنی 1/6 یہ کسر ہے اور اس کا عدد جس کی یہ کسر ہے وہ ستہ یعنی چھ ہے لہٰذا 6 کو مخرج کہیں گے۔

وارث: جو شخص کسی قرابت ورشتہ داری کی وجہ سے میت کے مال کا حق دار ٹھہرے اس کو وارث کہتے ہیں۔

مورث: میت کو مورث کہتے ہیں کیونکہ میت یعنی مرنے والا ہی اپنے مال کا اوروں کو وارث بنانے والا ہوتا ہے۔

سوال نمبر5: تصحیح کی تعریف اور اس کے سات اصول تفصیل سے سپرد قلم کریں؟

جواب: تعریف تصحیح: ایسا عدد اقل جس سے بغیر کسی کسر کے ہر وارث کا حصہ نکل آئے تصحیح کہلاتا ہے۔

اصول تصحیح: تصحیح کے سات اصول ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلا اصول: اگر ہر فریق کا حصہ ان پر برابر تقسیم ہو جائے تو پھر کسی ضرب کی ضرورت نہ رہے جیسے: جب میت اپنے ورثاء میں ماں، باپ اور دو بیٹیاں چھوڑے۔

دوسرا اصول: اگر ایک فریق پر کسر آ رہی ہو اور اس فریق کے عدد رؤس اور حصوں کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو پھر جس فریق پر کسر آ رہی ہے اس کے عدد

رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔اگر مسئلہ عولی ہو تو عول میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب اس مسئلے کی تصحیح ہوگی۔اس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

تیسرا اصول: کسر ایک گروہ پر آ رہی ہو لیکن اس کے رؤس اور حصوں کے دمیان توافق کی نسبت نہیں بلکہ تبائن کی ہو تو پھر کل عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے گی یا پھر عول میں ضرب دی جائے گی اگر مسئلہ عولی ہو۔تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی اس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔(یہ اصول تب جاری ہوں گے جب کسر ایک فریق پر آ رہی ہو۔)

چوتھا اصول: کسر اگر دو یا دو سے زیادہ فریقوں پر آ رہی ہے اور ان کے عدد رؤس میں تماثل کی نسبت ہے تو پھر طریقہ کار یہ ہوگا کہ اعداد میں کسی ایک کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی جس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

پانچواں اصول: کسر دو یا دو سے زیادہ فریق پر آ رہی ہے لیکن ان کے رؤس کے درمیان تداخل کی نسبت ہے تو پھر اس صورت میں اس طرح حکم جاری ہوگا کہ ان اعداد سے جو اکثر ہیں، اس اکثر کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی جس پر ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

چھٹا اصول: یہ کہ کسر ایک سے زائد فریقوں پر آ رہی ہے اور ان کے رؤس کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو پھر طریقہ کار یوں ہوگا کہ اعداد میں سے کسی ایک کے وفق کو دوسرے کے جمیع میں ضرب دیں۔پھر دیکھیں کہ حاصل ضرب اور تیسرے گروہ میں کون سی نسبت ہے۔اگر توافق کی نسبت ہو تو حاصل ضرب کو تیسرے کے وفق میں ضرب دیں اور اگر تبائن کی نسبت ہو تو پھر کل میں ضرب دیں۔اسی طرح چوتھے، پانچویں تک کرتے جائیں۔آخر میں جو حاصل ضرب ہوگا اس کو اصل مسئلے میں ضرب دیں تو حاصل اس مسئلے کی تصحیح ہوگی۔جس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

ساتواں اصول: یہ ہے کہ ایک سے زیادہ فریقوں پر کسر آ رہی ہو اور ان کے عدد

رؤس کے درمیان تباین کی نسبت ہے تو اس صورت میں حکم اس طرح ہوگا کہ اعداد میں سے کسی ایک کو دوسرے کے جمیع میں ضرب دیں پھر حاصل ضرب کو تیسرے کے جمیع میں، پھر حاصل ضرب کو چوتھے کے جمیع میں ضرب دیں۔ اسی طرح ضرب دیتے جائیں پھر آخر میں جو حاصل ضرب ہوگا اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ جس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

سوال نمبر 6: درج ذیل صورتیں حل کریں؟

صورت نمبر 1: زوجہ، جدہ صحیحہ، 6 بیٹیاں، 3 بیٹے۔

صورت نمبر 2: زوجہ، 2 حقیقی بہنیں، 1 علاتی بہن۔

صورت نمبر 3: اپنے پاس سے ایک صورت بنائیں۔

جواب: حل لصورۃ الاولیٰ:

میت

اصل مسئلہ =12x24=288

زوجہ	جدہ صحیحہ	6 بیٹیاں	3 بیٹے
1/8	1/6	عصبہ	عصبہ
(3)	(4)	(17) للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت	
36	48	204 جس میں سے 102، 6 لڑکیوں کو ہر ایک کو 17، 17،	

اور 102، 3 لڑکوں کو 2 پر ایک کو 34، 34۔

اس مسئلہ میں جو کسر ایک فریق (یعنی بیٹے اور بیٹیوں) پر آرہی تھیں اور ان کے رؤس کی تعداد 12 ہے (کیونکہ ایک لڑکا دو کے قائم مقام ہے) اب عدد رؤس 12 اور ان کے حصہ 17 میں تباین کی نسبت ہے۔ لہٰذا کل عدد رؤس یعنی 12 کو اصل مسئلہ یعنی 24 میں ضرب دی تو حاصل ضرب یعنی 288 اس مسئلہ کی تصحیح ہوا۔ اس طرح ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔ 288 میں آٹھواں حصہ یعنی 36 زوجہ کو، چھٹا حصہ یعنی 48 دادی کو اور باقی بہن بھائیوں کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت۔

حل للصورۃ الثانی:

میت

اصل مسئلہ 12

زوجہ	دو حقیقی بہنیں	1-اعلاتی
¼	2/3	ساقط
(3)	(8)	

اب ایک جو بچ گیا وہ زوجہ کے علاوہ اصحاب فرائض یعنی 2 بہنوں پر آدھا آدھا لوٹا دیا جائے گا۔

صورت ثالثہ:

میت

اصل مسئلہ 6

ماں	باپ	دو بیٹیاں
1/6	1/6 مع لعصبہ	2/3
(1)	(1)	(4) ہر ایک کو 2، 2۔

یعنی اصل مسئلہ 6 ہوا کیونکہ سدس ثلثان سے مل رہا ہے۔ 6 میں سے چھٹا حصہ ماں کو، دو ثلث یعنی 4 بیٹیوں کو اور ایک باپ کو۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر1:

ساطلب بعد الدار عنکم لتقربوا   وتسکب عینای الدموع لتجمدا

(الف) ترجمہ کریں۔ یہ بتائیں کہ کس کی مثال ہے؟ محل استشہاد کون سا لفظ ہے؟

جواب: ترجمہ: عنقریب میں تم سے گھر کی دوری طلب کروں گا' تا کہ تم قریب ہو جاؤ اور میری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں تا کہ وہ جامد ہو جائیں۔

ممثل لہ کا تعین:

یہ شعر تعقید معنوی کی مثال ہے۔

محل استشہاد:

لفظ تعقید اس شعر میں محل استشہاد ہے۔

(ب) درج ذیل میں فصیح اور غیر فصیح جدا جدا کریں نیز فصیح نہ ہونے کی وجہ بھی لکھیں؟

اجلل، زید، افرنقع، یستشزر، تعاونوا، درس غلامہ زیدا، درس غلامہ زید۔

جواب: فصیح کلمات: زید، تعاونوا، درس غلامہ زید یہ سب فصیح ہیں۔

غیر فصیح:

اجلل: قانون صرفی کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے غیر فصیح ہے۔

افرنقع: غریب ہونے کی وجہ سے غیر فصیح ہے۔

یستشزر: تنافر حروف کے پائے جانے کی وجہ سے غیر فصیح ہے۔

درس غلامہ زیدا: میں اضمار قبل الذکر لازم آ رہا ہے گویا مشہور قانون نحوی کے

مخالف ہونے کی وجہ سے غیر فصیح ہے۔

سوال نمبر2: استعارہ بالکنایہ، مجاز مرسل، تشبیہ مرکب، طباق، جناس، قلب تضمین، تلمیح اور توریہ کی تعریفیں بمعہ امثلہ لکھیں؟

جواب: استعارہ بالکنایہ کی تعریف: جس میں مشبہ بہ محذوف ہو لیکن لوازمات میں سے کسی کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہو' جیسے: ''واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ۔''

توریہ کی تعریف: لفظ ایک ہو لیکن معنی اس کے دو ہوں۔ ایک قریب والا جو جلد سمجھ میں آ جاتا ہے اور دوسرا بعید والا جو جلد سمجھ میں نہیں آتا لیکن مراد یہی دوسرا ہوتا ہے۔ ایسا لفظ کلام میں ذکر کرنا توریہ کہلاتا ہے' جیسے: ''وھو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنھار۔'' اس میں جرح کا قریبی معنی زخمی کرنا ہے جو جلد سمجھ میں آ جاتا ہے اور بعیدی معنی گناہ کرنا ہے جو جلد سمجھ میں نہیں آتا لیکن مراد یہی دوسرا معنی ہے۔

تلمیح: لغوی معنی ہے اشارہ کرنا، اصطلاحی معنی ہے کہ کلام میں کسی آیت یا حدیث یا مشہور شعر یا مثل، یا قصہ کی طرف اشارہ کرنا تلمیح کہلاتا ہے۔

تضمین: یہ ہے کہ شاعر اپنے شعر میں کسی دوسرے شاعر کے شعر کا کچھ حصہ شامل کرے اور اس بات سے آگاہ کر دے کہ یہ شعر فلاں کا ہے، تضمین کہلاتا ہے' جیسے:

اذا ضاق صدری وخفت النداء   تمثلت بیتا بحالی یلیق

فباللہ ابلغ ما ارتجی   وباللہ ادفع مالا اطیق

اس میں دوسرا شعر کسی دوسرے شاعر کا ہے۔

قلب: اگر صرف ترتیب حروف میں فرق ہو تو جناس قلب کہلاتا ہے' جیسے: نیل اور لین ترتیب میں فرق ہے لیکن حروف ایک جیسے ہیں۔

جناس: جن دو لفظوں کا تلفظ ایک جیسا ہو لیکن معنی ایک جیسا نہ ہو تو ان کو جناس کہتے ہیں جیسے فدارھم مادمت فی دارھم و ارضھم مادمت ارضھم۔

اس میں پہلا دار فعل امر ہے جس کا معنی ہے تو نرمی کے ساتھ پیش آ۔ اور دوسرے دار کا

معنی گھر ہے۔ اسی طرح پہلا ارض فعل امر کا صیغہ ہے بمعنی تو راضی رہ اور دوسرا ارض بمعنی زمین ہے۔

طباق: اسے دو معنوں کو جمع کرنا جو ایک دوسرے کی ضد ہوں، جیسے: وتحسبهم ایقاظًا وهم رقود ۔ اس میں ایقاظ اور رقود دونوں الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں کیونکہ ایقاظ کا معنی جاگنا ہے اور رقود کا معنی سونا ہے۔

تشبیہ مرکب: جب وجہ شبہ مصدر سے ماخوذ ہو تو اس کو تشبیہ مرکب کہتے ہیں اور اس کا دوسرا نام تشبیہ تمثیل بھی ہے، جیسے: ثریا ستارے کی چمک کو انگور کے گچھے کے ساتھ تشبیہ دینا۔

مجاز مرسل: وہ لفظ جو غیر موضوع لہ معنی میں اس کے اور حقیقی معنی کے مابین مشابہت کے علاقہ کے علاوہ کوئی علاقہ ہو اور حقیقی معنی مراد لینے سے کوئی مانع بھی موجود ہو، جیسے: ینزل لکم من السماء رزقاً ۔ اس میں حقیقت اور مجاز کے درمیان مسببیت کا علاقہ ہے کہ آسمان سے رزق نہیں اترتا، پانی اترتا ہے، زمین سیراب ہوتی ہے، پھر فصلیں اگتی ہیں پھر ہم اناج کھاتے ہیں۔

سوال نمبر3: ومنها تجاهل العارف وهو سوق المعلوم مساق غيره لغرض كالتوبيخ نحو، ايا شجر الخابور مالك مورقاً ۔ كانك لم تجزع على ابن طريف ۔

(الف) ترجمہ کریں اور مثال کی وضاحت کریں؟

جواب: ترجمہ: اور ان جگہوں میں ایک جگہ تجاہل عارفانہ ہے اور وہ معلوم کو غیر معلوم کی جگہ چلانا ہے کسی غرض کی وجہ سے جیسے توبیخ اس کی مثال جیسے ''اے خابور کے درخت تجھے کیا ہے کہ تو ہرے بھرے پتوں کے ساتھ لدا ہوا ہے گویا کہ تو نے (میرے بھائی) ابن طریف پر غم کا اظہار نہیں کیا۔

توضیح: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کلام کو مقتضی الظاہر کے لانے کی ایک صورت بیان کر رہے ہیں اور وہ ہے تجاہل عارفانہ یعنی جانتے ہوئے انجان بنے رہنا۔ اس کی مثال دی جس میں شاعر جس کا نام یعلی ہے، نے درخت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے درخت

تیرا ہرا ابھرا رہنا اور سرسبز پتوں کے ساتھ ادھر ادھر رقص کرنا اس بات کی علامت ہے کہ تجھے میرے بھائی کی وفات پر کوئی افسوس نہیں ہوا۔ اب دیکھیں وہ درخت سے خطاب کر رہی ہے حالانکہ درخت بے عقل چیز ہے، خطاب کا محل نہیں۔ اس بات کا یعلی کو بھی علم ہے کہ درخت غیر عاقل ہے اس کے باوجود اس سے خطاب کر رہی ہے تو یہ تجاہل عارفانہ ہے۔

(ب) مسند الیہ کو معرفہ اور نکرہ لانے کے تین تین فائدے ذکر کریں؟

جواب: مسند الیہ کو معرفہ لانے کے تین فوائد:

نمبر1: تعظیم کے لیے جیسے فغشيهم من اليم ماغشيهم ۔ اس میں ماموصول اس کے ڈوبنے کی اور دریا کے ڈھانپنے کی عظمت کی طرف اشارہ ہے۔

نمبر2: قرب و بعد کی حالت کو بیان کرنے کے لیے مسند الیہ کو معرفہ بطور اسم اشارہ ذکر کرتے ہیں جیسے هذا يوسف، ذاك اخوك و ذالك غلامه ۔

نمبر3: جب علت بیان کرنا مقصود ہو تو مسند الیہ کو معرفہ بطور اسم موصول ذکر کیا جاتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذين امنوا وعملوا الصلحت كانت لهم جنت الفردوس نزلا ۔

اس مثال میں دخول جنت کی علت کو اسم موصول کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مسند الیہ کو نکرہ لانے کے تین فوائد:

نمبر1: کسی قائل کو چھپانے کے لیے کہ کوئی اس کو تکلیف نہ دے، مسند الیہ کو نکرہ لایا جاتا ہے، جیسے: قال رجل ذلك انحرفت عن الصواب ۔ اس میں رجل کو نکرہ لایا گیا ہے، اگر نام ذکر کیا جاتا تو ممکن ہے، مخاطب قائل سے لڑائی کرنا شروع کر دیتا۔

نمبر2: کسی معین فرد یا معین نوع کا قصد کرنا مقصود ہو تو مسند الیہ کو نکرہ لایا جاتا ہے، جیسے: واللہ خلق كل دابة من ماء ۔ اس میں دابة کو نکرہ لایا گیا معین فرد کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اور ماء کو نکرہ لایا گیا خاص نوع کی طرف اشارہ کرنے کے لیے۔

نمبر3: نفی کے بعد عموم کا فائدہ حاصل کرنے کے لیے مسند الیہ کو نکرہ لایا جاتا ہے، جیسے:

ماجاء نامن بشير ۔ (ہمارے پاس کوئی بھی خوشخبری دینے والا نہیں آیا۔)

سوال نمبر 4: (الف) علم معانی وعلم بیان کی تعریفیں کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) فصاحۃ فی الکلام والمتکلم، بلاغت فی المتکلم، تعقید لفظی، حقیقۃ عقلیہ۔ مجاز عقلی، خبر، انشاء، حال اور غرابت کی تعریفیں بمعہ امثلہ لکھیں؟

جواب: فصاحت فی الکلام، فصاحت فی المتکلم، بلاغت فی المتکلم اور مجاز عقلی کی تعریفات 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں ملاحظہ کریں۔

تعقید لفظی کی تعریف: جب باعتبار لفظ کے کلام اپنے مقصودی معنی پر غیر ظاہر الدلالۃ ہو تو اس کو تعقید لفظی کہتے ہیں جیسے

جفخت وهم لا يجفخون بهابهم

شم على الحسب الاغر دلائل

اس شعر میں لفظی اعتبار سے تعقید لفظی ہے کیونکہ عامل ومعمول کے درمیان فصل اور موصوف صفت کے درمیان فاصلہ آجانے کی وجہ سے معنی سمجھنے میں مشکل پیش آرہی ہے۔

حقیقت عقلیہ کی تعریف: فعل یا معنی فعل کا اسناد اس کی طرف کرنا جس کے لیے متکلم کے نزدیک ظاہر حال میں وہ ہیں، جیسے: انبت الله البقل ۔

خبر کی تعریف: وہ کلام ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے جیسے ضرب زید ۔

انشاء کی تعریف: وہ کلام ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جاسکے جیسے اضرب یا زید ۔

حال کی تعریف: حال وہ امر ہے جو متکلم کو خاص صورت پر کلام وارد کرنے پر ابھارے جیسے مخاطب کا خالی الذہن ہونا ایک حال ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کلام کو تاکید سے خالی لایا جائے۔

غرابت کی تعریف: وہ کلمہ ہے جس کا معنی واضح نہ ہو اور اس کا استعمال بھی عام نہ ہو جیسے: افرنقع بمعنی اجتمع ۔

☆☆☆

عالیہ سال دوم   پرچہ نمبر 1

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطالبات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر القرآن الکریم﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات   مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: يا ايها النبی قل لازواجك وهن تسع وطلبن منه زينة الدنيا ماليس عنده ان كنتن تردن الحيوة الدنيا وزينتها فتعالين امتعكن أی متعة الطلاق واسرحكن سراحا جميلا اطلقكن من غير ضرار

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ (۱۴)

(۲) مذکورہ نو ازواج مطہرات کے اسماء گرامی لکھیں نیز بتائیں کہ انہوں نے کس چیز کا مطالبہ کیا تھا؟ ۲۰

سوال نمبر 2: ان الذين ينادونك من وراء الحجرات حجرات نسائه صلى الله عليه وسلم جمع حجرة وهی مايحجر عليه من الارض بحائط ونحوه كان كل واحد منهم نادى خلف حجرة لانهم لم يعلموه فی ايها مناداة الاعراب بغلظه وجفاء اكثرهم لايعقلون فيما فعلوه محلك الرفيع ومايناسبه من التعظيم

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ (۱۳)

(۲) آیت کریمہ کا شان نزول اس انداز سے بیان کریں کہ مفسر کی مراد واضح ہو

جائے؟ (۲۰)

سوال نمبر3: لا زائدة اقسم بهذا البلد مكة وانت يا محمد حل حلال بهذا البلد بان يحل لك فتقاتل فيه وقد انجزله هذا الوعد يوم الفتح فالجملة اعتراض بين المقسم به وما عطف عليه

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ ۱۳

(۲) اس شہر کی قسم اٹھانے کی وجہ سپرد قلم کریں، نیز ''بان يحل لك فتقاتل فيه'' سے آخر تک مفسر کی غرض بیان کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر4: الم نشرح استفهام تقرير اى شرحنا لك يا محمد صدرك بالنبوة وغيرها ووضعنا حططنا عنك وزرك الذى انقض اثقل ظهرك وهذا كقوله تعالى ليغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وما تأخر ورفعنا لك ذكرك بان تذكر مع ذكرى فى الاذان والاقامة والتشهد والخطبة وغيرها

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ ۱۳

(۲) شرح صدر کے واقعات کی وضاحت کریں نیز ''اَلَمْ نَشْرَحْ'' اور ''وَرَفَعْنَا'' کے بعد ''لَكَ'' ذکر کرنے کی حکمت بیان کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر5: تفسیر جلالین کی روشنی میں سورۃ اخلاص کا شان نزول اور تفسیر تحریر کریں نیز اس سورۃ کی فضیلت میں کوئی دو احادیث مبارکہ لکھیں؟ (۳۳)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

پہلا پرچہ......تفسیر القرآن

سوال نمبر1: یا ايها النبى قل لازواجك وهن تسع وطلبن منه زينة الدنيا ماليس عنده ان كنتن تردن الحيوة الدنيا وزينتها فتعالين امتعكن أى متعة الطلاق واسرحكن سراحا جميلا اطلقكن من غير ضرار

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ نو ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی لکھیں نیز بتائیں کہ انہوں نے کس چیز کا مطالبہ کیا تھا؟

جواب: (الف) ترجمہ: اے غیب کی خبر دینے والے نبی تم فرما دو اپنی بیبیوں سے اور وہ نو (۹) تھیں اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کی وہ زینت (اور سامان) طلب کیا تھا جو بظاہر آپ کے پاس موجود نہ تھا، کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں متعہ دیتا ہوں یعنی طلاق کا متعہ (سامان) اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دیتا ہوں یعنی بغیر کسی ضرر کے تمہیں طلاق دے دیتا ہوں۔

(ب) اسمائے گرامی: ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

☆ حضرت عائشہ ☆ حضرت حفصہ بنت عمر ☆ حضرت ام حبیبہ ☆ حضرت ام سلمہ ☆ حضرت سودہ بنت زمعۃ ☆ حضرت زینب بنت جحش ☆ حضرت میمونہ بنت حارث ☆ حضرت صفیہ بنت حیی ☆ حضرت جویریہ بنت الحارث (رضی اللہ عنہن)

یہ تمام کی تمام امہات المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد

آپ کے عقدِ نکاح میں آئیں۔

ان کا مطالبہ: روایت ہے کہ انہوں نے زینت کے کپڑوں اور نفقہ میں زیادتی (اضافہ) کا سوال کیا تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

سوال نمبر2: ان الذین ینادونک من وراء الحجرات حجرات نسائه صلی اللہ علیہ وسلم جمع حجرة وھی مایحجر علیه من الارض بحائط ونحوه کان کل واحد منهم نادی خلف حجرة لانهم لم یعلموه فی ایها مناداة الاعراب بغلظه وجفاء اکثرهم لایعقلون فیما فعلوه محلك الرفیع ومایناسبه من التعظیم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

(ب) آیت کریمہ کا شان نزول اس انداز سے بیان کریں کہ مفسر کی مراد واضح ہو جائے؟

جواب: (الف) ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے پیچھے سے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے حجرات کے باہر سے۔

حجرات، حجرۃ کی جمع ہے اور حجرہ زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جس کی دیوار وغیرہ ساتھ رکاوٹ بنائی جائے اور اس کو محفوظ کر لیا جائے' ان میں سے ہر ایک پکارتا تھا ہر حجرے کے پیچھے سے' کیونکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ آپ کس حجرۂ مبارک میں ہیں۔ ایسی ندا دیتے جیسے: دیہاتی دیتے ہیں۔ سخت رویے اور بے ادبی کے ساتھ۔ ان میں سے اکثر بے سمجھ ہیں۔ ان میں سے جنہوں نے آپ کی بلند شان کے بارے میں کیا اور نہ ہی وہ آپ کو مناسب تعظیم سمجھتے تھے۔

(ب) آیت کا شان نزول: یہ آیت وفد بنو تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پاک میں دوپہر کے وقت حاضر ہوئے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے۔ ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا

شروع کیا، حضور تشریف لے آئے۔ ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اجلال شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمادیا کہ بارگاہ اقدس میں اس طرح پکارنا جہل و بے عقلی ہے۔ ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی۔

سوال نمبر3: لا زائدة اقسم بهذا البلد مکة وانت یا محمد حل حلال بهذا البلد بان یحل لك فتقاتل فیه وقد انجزله هذا الوعد یوم الفتح فالجملة اعتراض بین المقسم به وما عطف علیه

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

(ب) اس شہر کی قسم اٹھانے کی وجہ سپرد قلم کریں، نیز "بان یحل لك فتقاتل فیه" سے آخر تک مفسر کی غرض بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: لا زائد ہے۔ مجھے اس شہر مکہ کی قسم اے محمد! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو بایں طور کہ حلال ہے تمہارے لیے وہ چیز جو غیر کے لیے حلال نہیں کہ آپ اس میں قتال فرمائیں۔ تحقیق پورا کر دیا اللہ نے اس وعدے کو فتح مکہ کے دن۔ پس جملہ (انت الخ) اور جو جملہ اس پر معطوف ہے (یعنی ووالد وما ولد) معترضہ ہے۔

(ب) شہر کی قسم اٹھانے کی وجہ: شہر مکہ کی قسم اس لیے اٹھائی کیونکہ یہ شہر تمام رحمتوں کے نازل ہونے کی جگہ ہے۔ اس کی طرف ہر شئی کے پھل لائے جاتے ہیں' اس کو اللہ تعالیٰ نے امن والا بنادیا اور لوگوں کے لیے ثواب کی جگہ بنادیا۔ ان وجوہات کی بنا پر اس شہر کی قسم اٹھائی گئی۔

اغراض مفسر: وانت حل میں لفظ حل حلال کے معنیٰ میں ہے تو مطلب یہ ہوا کہ صرف آپ کے لیے اس شہر پاک میں قتال حلال ہے، غیر کے لیے نہیں۔ تو اس تفسیر کے مطابق حل کا معنیٰ حلال ہوگا جبکہ اس کا دوسرا معنیٰ اترنا بھی ہے۔

پھر مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کو پورا بھی کر دیا۔ آپ نے وہاں قتال فرمایا اور کچھ کافروں کو قتل بھی کیا اور کچھ کو قتل کرنے کا حکم فرمایا جیسے: عبداللہ بن اخطل، تعیس بن خالد اور ان کے علاوہ۔ فالجملہ اعتراض سے مفسر اس کی

ترکیب بیان فرمارہے ہیں کہ انت حل بھذا البلد والا جملہ قسم یعنی لا اقسم الخ اور مقسم علیہ یعنی لقد خلقنا الانسان الخ کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔اس کا ماقبل اور مابعد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال نمبر4: الم نشرح استفهام تقرير اى شرحنا لك يا محمد صدرك بالنبوة وغيرها ووضعنا حططنا عنك وزرك الذى انقض اثقل ظهرك وهذا كقوله تعالىٰ ليغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وما تأخر ورفعنا لك ذكرك بان تذكر مع ذكرى فى الاذان والاقامة والتشهد والخطبة وغيرها

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

(ب) شرح صدر کے واقعات کی وضاحت کریں نیز "الم نشرح" اور "ورفعنا" کے بعد "لک" ذکر کرنے کی حکمت بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: "کیا ہم نے نہ کھولا۔یہاں استفہام تقریر وثبوت کے لیے ہے یعنی ہم نے کھول دیا آپ کے لیے اے محمد! آپ کے سینہ کو نبوت اور اس کے غیر کے ساتھ اور رکھ دیا ہم نے یعنی اتار دیا ہم نے آپ سے وہ بوجھ جس نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی یعنی بوجھل کر دی تھی۔اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک کی طرح ہے:"تا کہ بخش دے آپ کے سبب آپ کی امت کے اگلے اور پچھلے گناہ اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔وہ اس طرح کہ میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر کیا جائے گا اذان،اقامت،تشہد اور خطبہ وغیرہ میں۔"

(ب) شرح صدر کے واقعات کی وضاحت:

روایت ہے کہ جب آپ کی عمر مبارک تین یا چار برس کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں زیر کفالت تھے تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے،آپ کا سینہ پھاڑا پھر دل نکالا،اس کو دھویا،صاف کیا اور اس میں علم وایمان بھر دیا۔پھر دل دوبارہ آپ کے سینہ پاک میں رکھ دیا۔ایسا کرنے میں حکمت

یہ تھی کہ آپ کی اکمل حالت پر پرورش پائیں اور دوسرے بچوں کی طرح عبث کاموں میں مشغول نہ ہوں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چار دفعہ شق کیا گیا تا کہ تنظیف وتطہیر میں زیادتی ہو اور آپ کامل ومکمل ہو جائیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اس کی قدر ومقدار نہ جان سکے۔

لَکَ ذکر کرنے کی حکمت:

لَکَ ذکر کرنے میں حکمت اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ رسالت کے منافع آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عائد ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کسی غرض کے لیے نہیں،کیونکہ اللہ تعالیٰ اغراض وعلل سے پاک ہے۔

سوال نمبر5: تفسیر جلالین کی روشنی میں سورۂ اخلاص کا شان نزول اور تفسیر تحریر کریں نیز اس سورۃ کی فضیلت میں کوئی دو احادیث مبارکہ لکھیں؟

جواب: سورۃ اخلاص کا شان نزول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے رب کے بارے میں پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

تفسیر: تم فرمادو کہ اللہ ایک ہے۔اس میں لفظ اللہ ھُوَ ضمیر کی خبر ہے اور احد لفظ اللہ سے بدل ہے یا پھر دوسری خبر ہے۔اللہ بے نیاز ہے۔اس میں لفظ اللہ مبتدا ہے اور الصمد اس کی خبر ہے۔اس کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ تمام ضروریات میں اور کام کاج میں وہی ذات مقصود ہے،ہمیشہ ہمیشہ اس کی کوئی اولاد نہیں،کیونکہ اس کا کوئی ہم جنس نہیں ہے۔نہ وہ کسی سے پیدا ہوا کیونکہ حدوث (حادث ہونا) اس سے منتفی ہے۔

(جو پیدا ہوتا ہے وہ حادث ہوتا ہے اور اللہ قدیم ہے) نہ اس کے ہم پلہ اور جوڑ کا کوئی یعنی اس کا مماثل کوئی نہیں۔لَـهٗ كُفُوًا کا ظرف لغو ہے۔اس کو مقدم اس لیے کیا گیا ہے کہ یہی نفی کے قصد کا محل ہے یعنی مماثلت کی نفی اسی ذات کے ساتھ خاص ہے اس لیے اسے مقدم کر دیا،کیونکہ مقصودی چیز مقدم ہوتی ہے۔احد کو مؤخر کیا حالانکہ یہ یَکُنْ کا

اسم ہے اور اسم خبر سے مقدم ہوتا ہے مگر اس جگہ مؤخر کیا گیا فاصلے کی رعایت کرتے ہوئے کہ آیتوں کا آخر ایک جیسا ہو جائے۔

فضیلت میں احادیث مبارکہ:

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سورۃ اخلاص کی تلاوت کرے اس کو تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ (او کما قال علیہ السلام) یعنی تین مرتبہ پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب۔ سبحان اللہ!

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ٥ پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ میں نے عرض کی کیا واجب ہوگئی؟ تو آپ نے فرمایا: جنت واجب ہوگئی۔

☆☆☆

عالیہ سال دوم پرچہ نمبر 2

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأھل السنة باکستان

الشھادة العالية السنة الثانية للطالبات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاول...... حدیث

سوال نمبر 1: عن شريح الكعبي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الأخر فليكرم ضيفه جائزته يوم وليلة والضيافة ثلثة ايام فما بعد ذلك فهو صدقة ولايحل له ان يثوى عنده حتى يحرجه

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپردقلم کریں؟ (۱۵)

(۲) اگر مہمان مجبور ہو اور اس کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ ہو تو کیا وہ میزبان کے مال سے کھانے کے لیے پوشیدہ یا اعلانیہ کچھ لے سکتا ہے یا نہیں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتبدؤا اليهود ولا النصارى بالسلام واذا لقيتم احدهم فى طريق فاضطروه الى اضيقه

(۱) حدیث شریف کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) یہود ونصاریٰ اگر مسلمان کو سلام کریں تو انہیں جواب دینے کے بارے میں کیا

حکم ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: (۱) معجزہ اور کرامت میں فرق واضح کریں؟ (۱۰)

(۲) حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی کوئی ایک ایک کرامت سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

القسم الثانی...... اصول حدیث

سوال نمبر 4: ینقسم خبر الأحاد ...... من مشهور وعزيز و غريب ...... بالنسبة الى قوته وضعفه الى قسمين

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ دونوں قسموں کے نام تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) صحیح کا لغوی واصطلاحی معنی اور اس کی شرطیں تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: (۱) مدرج کا لغوی واصطلاحی معنی اور اس کی اقسام کے نام لکھیں؟ (۱۰)

(۲) حدیث قدسی کی تعریف لکھیں، قرآن اور اس میں فرق بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے کسی چار اصطلاحات کی تعریف کریں؟ (۲۰)

(۱) المعضل (۲) المنقطع (۳) الموضوع (۴) المعروف

(۵) المضطرب (۶) المقطوع

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

القسم الاول...... حدیث

سوال نمبر 1: عن شريح الكعبى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الأخر فليكرم ضيفه جائزته يوم وليلة والضيافة ثلثة ايام فما بعد ذلك فهو صدقة ولايحل له ان يثوى عنده حتى يحرجه

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) اگر مہمان مجبور ہو اور اس کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ ہو تو کیا وہ میزبان کے مال سے کھانے کے لیے پوشیدہ یا اعلانیہ کچھ لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: (الف) حضرت ابوشریح الکعبی بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اس کی مناسب میزبانی ایک دن اور ایک رات ہے۔ اور ضیافت تین دن تک ہے۔ تین دنوں کے بعد تو یہ صدقہ ہے اور مہمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے ہاں ٹھکانہ بنالے حتیٰ کہ میزبان حرج میں پڑ جائے۔

خط کشیدہ کی تشریح: یثوی: ضَرَبَ یَضْرِبُ سے واحد مذکر غائب فعل مضارع کا صیغہ ہے ثُوِی سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے اقامت یعنی ٹھہرنا۔ مطلب یہ ہوا کہ جس طرح میزبان پر مہمان کے حقوق ہیں اسی طرح مہمان پر بھی میزبان کے کچھ حقوق ہیں۔ میزبان کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ مہمان میزبان کے ہاں اتنی لمبی اقامت نہ

کرے کہ وہ تنگ آجائے اور وہ حرج میں پڑ جائے بلکہ ضروری کام سے فراغت کے بعد جلدی واپس جانا چاہیے کہ ہر مسلمان کا دوسرے پر حق ہوتا ہے اور ضروری ہوتا ہے کہ کسی کو تکلیف نہ دے۔

(ب) مہمان مجبور ہو تو کیا کرے:

غیر کے مال کو اس کی رضاء کے بغیر لینا منع ہے۔ لہٰذا وہ میزبان کے مال سے کچھ نہیں لے سکتا۔ قال ملا علی قاری فی مرقات "یمتنع اخذ المال الا بطیب نفسہ"

اگر میزبان اہل ذمی سے ہو اور اس کے ساتھ شرط ہوئی کہ مسلمان مہمان کی ضیافت کرتا ہے تب وہ یہ شرط پوری کرے تو پھر مہمان کو حق حاصل ہے کہ اس کے مال سے اپنا حصہ لے سکتا ہے۔

سوال نمبر2: **عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتبدؤا الیہود ولا النصاری بالسلام واذا لقیتم احدھم فی طریق فاضطروہ الی اضیقہ**

(الف) حدیث شریف کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) یہود و نصاریٰ اگر مسلمان کو سلام کریں تو انہیں جواب دینے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کے ساتھ پہل نہ کرو۔ جب تم راستے میں ان میں سے کسی سے ملاقات کرو تو اسے تنگ راستے پر جانے کے لیے مجبور کرو۔

(ب) یہود و نصاریٰ کے سلام کا حکم:

ہمارے علماء فرماتے ہیں: ان کو سلام کرنا حرام ہے اور اگر یہ تمہیں سلام کریں تو جواب میں بس: وَعَلَیْکُمْ کہو۔ یا پھر وَعَلَیْکُمُ السَّامُ کے ساتھ جواب دے۔ (اس کا معنیٰ ہے تم پر ہلاکت ہو)

سوال نمبر3: (الف) معجزہ اور کرامت میں فرق واضح کریں؟

(ب) حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی کوئی ایک ایک کرامت سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) معجزہ اور کرامت میں فرق

خلاف عادت کام اگر کسی نبی سے صادر ہو تو معجزہ کہلاتا ہے اور اگر کسی ولی سے صادر ہو تو کرامت ہے۔

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ غریب لوگ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس دو افراد کا کھانا ہو وہ تیسرے کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار افراد کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے فرد کو ساتھ لے جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین افراد کو لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس افراد کو اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کا کھانا حضور کے ساتھ تناول فرماتے اور پھر عشاء کی نماز پڑھ کر واپس آتے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ کچھ رات گزرنے کے بعد تشریف لائے۔ گھر میں کچھ مہمان تھے تو اہلیہ کہنے لگی کہ آپ مہمانوں کے پاس کیوں نہیں آئے۔ آپ نے فرمایا: کیا انہیں کھانا نہیں دیا؟ جواب ملا کہ انہوں نے انکار کر دیا۔ آپ کو غصہ آگیا اور قسم اٹھا کر کہنے لگے کہ اللہ کی قسم میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اہلیہ اور مہمانوں نے بھی ایسی ہی قسم اٹھالی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ یہ غصہ تو شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ آپ نے کھانا منگوایا اور کھانا شروع کر دیا اور باقی لوگوں نے بھی شروع کر دیا۔ یہ لوگ جو بھی لقمہ اٹھاتے نیچے اس سے زیادہ کھانا موجود ہوتا۔ انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک یہ تو پہلے سے زیادہ ہے۔ ان سب حضرات نے کھانا کھایا اور وہ کھانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی بھیجا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تناول فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت:

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور اس لشکر کا امیر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک بلند آواز سے کہنا شروع کر دیا: یا ساریة! الجبل۔ پھر اس لشکر کا ایک قاصد آیا۔ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! ہم دشمن کے ساتھ لڑائی میں مشغول تھے تو وہ ہمیں شکست سے دوچار کرنے والے ہی تھے کہ اچانک آواز دینے والے نے آواز دی: یا ساریة! الجبل پھر ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کر دیا تو اللہ نے دشمنوں کو شکست دے دی اور وہ بھاگ گئے۔

القسم الثانی...... اصول حدیث

سوال نمبر 4: ینقسم خبر الآحاد ...... من مشهور وعزيز وغريب ...... بالنسبة الى قوته وضعفه الى قسمين

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ دونوں قسموں کے نام تحریر کریں؟

(ب) صحیح کا لغوی واصطلاحی معنیٰ اور اس کی شرطیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: خبر آحاد خواہ مشہور ہو، عزیز ہو یا غریب ہو قوت وضعف کی طرف نسبت کرنے کے اعتبار سے دو قسموں کی طرف تقسیم ہوتی ہیں۔

۱-غیر مقبول۔ ۲-مردود

(ب) صحیح کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

صحیح کا لغوی معنیٰ ہے درست جو کہ سقیم (بیمار) کا مقابل ہے۔ اصطلاح میں صحیح وہ حدیث ہے جسے عادل ضابط اپنے مثل راوی سے نقل کرے، سند کے آخر تک اسی طرح ہو اور اس کی سند متصل ہو نیز اس میں کوئی شاذ بھی نہ ہو اور علت بھی نہ ہو۔

شرائط: اس کی پانچ شرطیں ہیں:

۱-اتصال سند۔ ۲-راویوں کا عادل ہونا۔ ۳-راویوں کا ضبط

۴-عدم علت۔ ۵-حدیث کا شاذ نہ ہونا

سوال نمبر 5: (الف) مدرج کا لغوی واصطلاحی معنیٰ اور اس کی اقسام کے نام لکھیں؟

(ب) حدیث قدسی کی تعریف لکھیں، قرآن اور اس میں فرق بیان کریں؟

جواب: (الف) مدرج کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

ایک شئی کو دوسری شئی کے اندر داخل کرنا مدرج کا لغوی معنیٰ ہے۔ اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ وہ حدیث جس کی سند کا سیاق بدل دیا گیا ہو یا اس کے متن میں کسی وضاحت کے بغیر ایسی چیز داخل کر دی گئی ہو جو اس متن سے نہ ہو۔

اقسام کے نام: اس کی دو قسمیں ہیں:

۱-مدرج الاسناد۔ ۲-مدرج المتن

(ب) حدیث قدسی

وہ حدیث جو نبی علیہ السلام سے ہم تک اس طرح منتقل ہوئی ہو کہ آپ نے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی ہو۔

حدیث قدسی اور قرآن میں فرق

☆ قرآن پاک لفظاً ومعناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جبکہ حدیث قدسی کا معنیٰ تو من جانب اللہ ہے اور الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہیں۔

☆ قرآن وحی متلو ہے جبکہ حدیث قدسی وحی غیر متلو۔

☆ ثبوت قرآن کے لیے تواتر شرط ہے جبکہ ثبوت حدیث قدسی کے لیے نہیں۔

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے کسی چار اصطلاحات کی تعریف کریں؟

(۱) المعضل (۲) المنقطع (۳) الموضوع (۴) المعروف (۵) المضطرب (۶) المقطوع

جواب: معضل: وہ حدیث ہے جس کی سند سے دو یا زیادہ راوی مسلسل ساقط ہوں۔

منقطع: وہ حدیث ہے جس کی سند متصل نہ ہو۔

موضوع: جب راوی پر طعن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنے کے سبب ہو۔

معروف: وہ حدیث ہے جسے ثقہ راوی ضعیف راوی کی روایت کے خلاف روایت کرے۔

مضطرب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

مقطوع: وہ قول یا فعل جو تابعی یا اس کے نیچے والے طبقے کی طرف منسوب ہو۔

☆☆☆

عالیہ سال دوم   پرچہ نمبر 3

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطالبات الموافق سنة

۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات   مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاول...... بہار شریعت

سوال نمبر 1: (۱) بہار شریعت کی روشنی میں ایصال ثواب کے موضوع پر ایک مضمون سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) گیہوں کے ساتھ آدمی کا دانت بھی چکی میں پس گیا، اس آٹے کو خود کھانا یا جانور کو کھلانا کیسا ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (۱) ولیمہ کے بارے میں کوئی تین احادیث مبارکہ نقل کریں؟ (۱۵)

(۲) ایسی دعوت میں شرکت کرنا جس میں گانا بجانا ہو شرعاً کیسا ہے؟ عام آدمی اور مذہبی مقتداء و پیشوا دونوں کا حکم تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: (۱) بہار شریعت کی روشنی میں بوسہ کی اقسام سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے فضائل پر مشتمل کوئی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں؟ (۱۰)

القسم الثانی...... فقہ حنفی اور حدیث رسول

سوال نمبر 4: (ا) حدیث کا لغوی وشرعی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث قولی، فعلی اور تقریری کی وضاحت کریں؟ (۱۲)

(۲) تقلید کی تعریف کریں نیز قرآن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تقلید کا ثبوت قلمبند کریں؟ (۱۳)

سوال نمبر 5: رکوع اور سجدے کے وقت رفع یدین کرنا کیسا ہے؟ فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مختصر مگر مدلل جواب تحریر کریں؟ (۲۵)

سوال نمبر 6: (ا) مرد کے لیے نماز میں بوقت قیام ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے یا ناف کے اوپر؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں۔ (۱۲)

(۲) مرد اور عورت کی نماز میں فرق تفصیلاً قلمبند کریں؟ (۱۳)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

تیسرا پرچہ......فقہ

القسم الاول...... بہار شریعت

سوال نمبر 1: (الف) بہار شریعت کی روشنی میں ایصال ثواب کے موضوع پر ایک مضمون سپرد قلم کریں؟

(ب) گیہوں کے ساتھ آدمی کا دانت بھی چکی میں پس گیا، اس آٹے کو خود کھانا یا جانور کو کھلانا کیسا ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ایصالِ ثواب پر نوٹ:

قرآن پاک، درود شریف، یا کلمہ طیبہ یا کسی دوسرے نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادت مالیہ یا بدنیہ فرض ونفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ زندوں کے ایصال ثواب کا مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ! سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پانی۔ انہوں نے کنواں کھودا اور کہا: یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال کا مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ ایک عرفی بات ہے، ورنہ ثواب پہنچانے کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ تیجہ، دسواں اور چالیسواں وغیرہ سب ایصال ثواب کی فروع ہیں۔ اگر ان میں نمود ونمائش نہ ہو تو سب اچھے کام ہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ان ختموں کا کھانا وغیرہ محتاج کو دیں۔ ختم کوئی بھی ہو گیارہویں شریف کا ہو،

کونڈوں کا ہو، محرم شریف میں اور ماہ رجب میں الغرض کسی بھی مہینے میں سب جائز اور ایصال ثواب میں داخل ہیں۔

(ب) دانت پس جانے کا کا حکم:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر2: (الف) ولیمہ کے بارے میں کوئی تین احادیث مبارکہ نقل کریں

(ب) ایسی دعوت میں شرکت کرنا جس میں گانا بجانا ہو شرعاً کیسا ہے؟ عام آدمی اور مذہبی مقتداء و پیشوا دونوں کا حکم تحریر کریں؟

جواب: (الف) ولیمہ کے بارے میں احادیث مبارکہ

۱- صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے آنا چاہیے۔

۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہیے پھر اگر چاہے تو کھائے اگر چاہے تو نہ کھائے۔ (مسلم)

۳- بخاری و مسلم دونوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا ایسا ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا یعنی تمام ولیموں سے یہ بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکایا تھا۔

(ب) گانا بجانا کی دعوت پر جانا کیسا؟

دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں کوئی گانا بجانا لہو ولعب نہیں ہے۔ اگر معلوم ہو کہ یہ خرافات موجود ہیں تو نہ جائے۔ اگر جانے کے بعد ان چیزوں کا پتہ چلا کہ وہاں موجود ہیں تو واپس آئے۔ اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جہاں کھانا کھلایا جارہا ہے وہاں نہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے۔ پھر اگر یہ شخص روک سکتا ہو تو روکے

ورنہ صبر کرے۔ یہ عام کا حکم ہے۔ مذہبی رہنما اور پیشوا ہے' روکنے پر قادر نہ ہوں تو وہاں سے چل آئیں نہ بیٹھیں نہ کھائیں۔

سوال نمبر3: (الف) بہار شریعت کی روشنی میں بوسہ کی اقسام سپرد قلم کریں؟

(ب) قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے فضائل پر مشتمل کوئی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) بوسہ کی اقسام

بوسہ کی چھ اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- بوسۂ رحمت جیسے: والدین کا بچوں کو۔ ۲- بوسۂ شفقت جیسے: مولود کا والدین کو

۳- بوسۂ محبت جیسے: بھائی کی پیشانی کو

۴- بوسۂ تحیت جیسے: بوقت ملاقات ایک مسلم کا دوسرے مسلم کو

۵- بوسۂ شہوت جیسے: مرد اپنی بیوی کو

۶- بوسۂ دیانت جیسے: حجر اسود کا بوسہ

(ب) متعلم اور معلم قرآن کے فضائل پر احادیث:

۱- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن سیکھے اور سیکھائے۔ (بخاری)

۲- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ تو پڑھ اور جنت کی منازل طے کرتا جا ترتیل کے ساتھ پڑھ جس طرح دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا رہا۔ جنت میں وہ مقام ہے جہاں منزل ختم ہوگی۔ (احمد، ترمذی)

۳- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے جوف میں قرآن نہیں وہ ویران مکان کی مثل ہے۔ (ترمذی و دارمی)

القسم الثانی...... فقہ حنفی اور حدیث رسول

سوال نمبر4: (الف) حدیث کا لغوی وشرعی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث قولی، فعلی

اور تقریری کی وضاحت کریں؟

(ب) تقلید کی تعریف کریں نیز قرآن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تقلید کا ثبوت قلمبند کریں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) تقلید کی تعریف:

لغوی معنیٰ ہے گلے میں پٹہ ڈالنا اور شرعی معنیٰ ہے کہ کسی شخص کی بات پر بغیر دلیل اور حجت کے عمل کرنا۔

قرآن سے دلیل: ارشاد ربانی ہے: "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج" دوسری جگہ ارشاد ہے: "وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ط" علاوہ ازیں بہت سی آیات ہیں جو ثبوت تقلید پر دلالت کرتی ہیں۔

حدیث سے دلیل: صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: "تم میری اقتداء کرو اور جو تمہارے بعد آئیں وہ تمہاری اقتداء کریں۔" جامع صغیر میں روایت موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اہل علم بزرگوں کی پیروی اور معیت میں برکت ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے بعد بہت اختلاف دیکھو گے پس تم پر میری اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (مشکوۃ باب الاعتصام)

سوال نمبر 5: رکوع اور سجدے کے وقت رفع یدین کرنا کیسا ہے؟ فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مختصر مگر مدلل جواب تحریر کریں؟

جواب: احناف کے نزدیک رکوع سے اٹھتے وقت اور رکوع کو جاتے وقت رفع یدین خلاف سنت ہے۔ پوری نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ رفع یدین نہیں ہے۔

دلیل: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تم دوران نماز اپنے ہاتھوں کو سرکش گھوڑوں کی طرح اٹھاتے رہتے ہو، نماز میں سکون اختیار کرو۔ (مسلم شریف)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے: ۱- تکبیر تحریمہ کے وقت۔ ۲- بیت اللہ کی زیارت کے وقت۔ ۳- کوہ صفاء پر۔ ۴- کوہ مروہ پر۔ ۵- عرفات میں۔ ۶- مزدلفہ میں۔ ۷- جمرات کو کنکریاں مارتے وقت۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

☆ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر نماز سے فارغ ہونے تک دونوں ہاتھوں کو نہیں اٹھایا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

ان تمام دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ رکوع اور سجدہ کرتے وقت رفع یدین خلاف سنت ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) مرد کے لیے نماز میں بوقت قیام ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے یا ناف کے اوپر؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں۔

(ب) مرد اور عورت کی نماز میں فرق تفصیلاً قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ہاتھ باندھنے کا مسئلہ:

مرد کے لیے قیام میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

دلیل: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہاتھوں کو ہاتھوں پر رکھنا اور ناف کے نیچے باندھنا نماز کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے۔ (زجاجۃ المصابیح)

☆ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر

رکھ کرناف کے نیچے باندھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

(ب) مرد اور عورت کی نماز میں فرق

مرد نماز میں اپنے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں گے جبکہ عورت اپنے ہاتھ سینے پر باندھیں گی۔ مرد تشہد میں دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں کو بچھائے گا جبکہ عورت تشہد میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لے گی۔ مرد رکوع میں اپنا سر اپنی پیٹھ کے برابر کرے گا جبکہ عورت صرف رکوع کی حد تک جھکے گی۔ اسی طرح مرد سجدے میں اپنی سرین اپنی پنڈلیوں سے جدا کرے گا جبکہ عورت سمٹ اور سکڑ کر سجدہ کرے گی۔ مرد تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں کے برابر اٹھائے گا جبکہ عورت کندھوں کے برابر۔

☆☆☆

عالیہ سال دوم — پرچہ نمبر 4

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطالبات الموافق سنة

۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: البحث الثالث فی الاجماع ۔ فصل اجماع هذه الامة بعد ماتوفی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی فروع الدین حجة موجبة للعمل بها شرعا کرامة لهذه الامة ثم الاجماع علی اربعة اقسام

(۱) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد اجماع کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں؟ (۲۰)

(۲) اجماع کی اقسام اربعہ بیان کریں نیز ان میں سے ہر ایک کا حکم تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: ثم بعد ذلك نوع من الاجماع وهو عدم القائل بالفصل وذلك نوعان

(۱) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۵)

(۲) مذکورہ اجماع کی دو اقسام ہیں آپ ان میں سے ہر ایک کی تعریف کرکے بتائیں کہ وہ قسم حجت بن سکتی ہے یا نہیں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: القیاس حجة من حجج الشرع یجب العمل به عند انعدام مافوقه من الدلیل فی الحادثة وقد ورد فی ذلك الاخبار والآثار

(ا) عبارت کا ترجمہ وتشریح تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) صحت قیاس کے لیے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (ا) ممانعت کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ہر ایک کی مثال ضرور دیں؟ (۱۵)

(۲) فرض، واجب اور سنت میں سے ہر ایک کا لغوی و اصطلاحی معنی اور حکم تحریر کریں؟ (۱۵)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: **البحث الثالث فی الاجماع . فصل اجماع هذه الامة بعد ماتوفی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی فروع الدین حجة موجبة للعمل بها شرعا کرامة لهذه الامة ثم الاجماع علی اربعة اقسام**

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد اجماع کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں؟

(ب) اجماع کی اقسام اربعہ بیان کریں نیز ان میں سے ہر ایک کا حکم تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: تیسری بحث اجماع کے بیان میں ہے۔

فصل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد اس امت کا اجماع دین کے فروعی مسائل میں حجت ہے۔ اس پر عمل کرنا شرعی طور پر واجب ہے اس امت کی کرامت کی وجہ سے۔ پھر اجماع کی چار اقسام ہیں۔

اجماع کا لغوی و اصطلاحی معنی: جواب حل شدہ پرچہ بابت **2014**ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) اجماع کی اقسام اربعہ:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت **2014**ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

اقسام اربعہ کا حکم:

پہلی قسم کا اجماع اعتقاد اور عمل میں قرآن پاک کی کسی آیت کی طرح ہے یعنی اس پر عمل واجب اور اس کا منکر کافر ہے۔ دوسری قسم کا اجماع حدیث متواتر کی طرح قطعی ہوتا ہے۔ تیسری قسم کا اجماع حدیث مشہور کی طرح ہے جس سے علم طمانیت حاصل ہوتا ہے جبکہ

چوتھی قسم کا اجماع صحیح خبر واحد کی طرح ہوتا ہے کہ جس پر عمل تو واجب ہے لیکن علم واجب نہیں ہوتا۔

سوال نمبر2: ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ نَوْعٌ مِّنَ الْاِجْمَاعِ وَهُوَ عَدَمُ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ وَذٰلِكَ نَوْعَانِ

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ اجماع کی دو اقسام ہیں آپ ان میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے بتائیں کہ وہ قسم حجت بن سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ترجمہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:
پھر اس کے بعد اجماع کی ایک اور قسم ہے اور وہ عدم القائل بالفصل ہے اور اس کی دو اقسام ہیں۔

(ب) عدم القائل بالفصل کی اقسام:

مذکورہ اجماع یعنی عدم القائل بالفصل کی دو قسمیں ہیں:

۱- دونوں مسئلوں کا منشاء اختلاف ایک ہو۔

۲- دونوں مسئلوں کا منشاء اختلاف ایک نہ ہو بلکہ الگ الگ ہو۔

ان میں سے پہلی قسم حجت بن سکتی ہے اور دوسری قسم حجت نہیں ہے۔

سوال نمبر3: القياس حجة من حجج الشرع يجب العمل به عند انعدام مافوقه من الدليل في الحادثة وقد ورد في ذلك الاخبار والآثار

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح تحریر کریں؟

(ب) صحت قیاس کے لیے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: قیاس شرعی حجتوں میں سے ایک حجت ہے، جس پر عمل کرنا واجب ہے جب اس سے اوپر کی دلیل موجود نہ ہو کسی مسئلہ میں۔ تحقیق اس بارے میں اخبار اور آثار وارد ہیں۔

تشریح: یہاں مصنف یہ بتا رہے ہیں کہ جس طرح کتاب، سنت اور اجماع شرعی حجت ہیں اسی طرح قیاس بھی ایک شرعی حجت و دلیل ہے۔ جس طرح ان پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح قیاس پر بھی عمل کرنا ضروری ہے لیکن قیاس پر مطلقاً عمل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس وقت عمل کیا جائے گا جب کسی مسئلہ پر کتاب، سنت اور اجماع میں کوئی دلیل نہ ملے۔ اگر قیاس سے اوپر درجے والی دلیلیں موجود ہوں تو ان کی موجودگی میں اس پر عمل ضروری نہیں۔ پھر قیاس حدیث سے ثابت ہے۔ اسی پر صحابہ وتابعین سے بھی عمل ثابت ہے۔

(ب) صحت قیاس کی شرائط

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء اور 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 4: (الف) ممانعت کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ہر ایک کی مثال ضرور دیں؟

(ب) فرض، واجب اور سنت میں سے ہر ایک کا لغوی و اصطلاحی معنی اور حکم تحریر کریں؟

جواب: (الف) ممانعت کی اقسام:

ممانعت کی دو قسمیں ہیں:

۱- علت کو ہی تسلیم نہ کیا جائے۔

۲- علت کو تو تسلیم کیا جائے مگر حکم نہ مانا جائے۔

مثال: جیسے: عند الشوافع صدقہ فطر کے وجوب کا سبب فطر ہے لیکن احناف اس سبب کو نہیں مانتے بلکہ ان کے نزدیک اس کا سبب وہ شخص ہے، جو کسی کی پرورش میں رہتا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید کی رات میں مرنے والے پر صدقہ فطر ساقط نہ ہوگا جبکہ احناف کے نزدیک ساقط ہو جائے گا، کیونکہ وہ شخص صدقہ فطر کے وقت یعنی عید کی صبح موجود نہیں تھا۔ لہٰذا فطر واجب نہیں۔ دوسری قسم کی مثال جیسے: سونے اور چاندی کی باہم بیع میں دونوں پر قبضہ شرط ہے۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے

طعام کے بدلے طعام کی بیع میں بھی قبضہ شرط قرار دیا گیا' لیکن ہم کہتے ہیں کہ آپ نے جس حکم پر قیاس کیا ہم اس حکم کو تسلیم نہیں کرتے یعنی ہم نقدین کی بیع میں تقابض کو شرط نہیں مانتے بلکہ شرط تعیین ہے، تا کہ ادھار کے بدلے ادھار کی بیع لازم نہ آئے۔ چونکہ نقدین کا تعیین قبضے کے بغیر نہیں ہوتا' لہٰذا قبضہ شرط قرار دیا گیا تو گویا شوافع نے طعام کی بیع کے سلسلے میں تقابض کو شرط قرار دینے کے لیے نقدین کی بیع میں تقابض پر قیاس کیا لیکن احناف نے حکم مقیس علیہ پر اعتراض کر دیا تو یہ ممانعت کی دوسری قسم منع حکم ہوا۔

(ب) فرض، واجب اور سنت کے معانی:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆

عالیہ سال دوم — پرچہ نمبر 5

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطالبات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پانچواں پرچہ: علم المیراث﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (۱) ترکہ سے متعلق حقوق کون کون سے ہیں؟ ان میں سے تجہیز و تکفین کی تشریح اس انداز سے کریں کہ قیمت و عدد کے اعتبار سے معیار کفن واضح ہو جائے؟ (۲۰)

(۲) اسباب ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: (۱) قرآن مجید میں معین حصے اور اُن کے مستحقین کے صرف نام سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) باپ اور جدہ صحیحہ میں سے کسی ایک کے حالات بیان کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) جد صحیح اور جدہ فاسدہ کی تعریف کریں؟ (۱۵)

(۲) عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ کی تعریف کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) دو عددوں کے درمیان کون کون سی نسبت ہو سکتی ہے؟ وضاحت کریں؟ (۱۵)

(۲) روس تحریر کریں اور روس سے متعلق کسی ایک قانون کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی دو صورتیں حل کریں؟ (۳۰)

(۱) ۲ حقیقی بھائی، چچا (۲) ۲ بیٹیاں، پوتا، پوتی (۳) خاوند، والدہ، والد

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

﴿پانچواں پرچہ......علم المیراث﴾

سوال نمبر 1: (الف) ترکہ سے متعلق حقوق کون کون سے ہیں؟ ان میں سے تجہیز و تکفین کی تشریح اس انداز سے کریں کہ قیمت وعدد کے اعتبار سے معیار کفن واضح ہو جائے؟

(ب) اسباب ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترکہ سے متعلق حقوق کا بیان:

جواب کے لیے حل شدہ پرچہ بابت 2015ء ملاحظہ فرمائیں۔

تجہیز و تکفین کی تشریح:

تجہیز کا مطلب یہ ہے کہ میت کے لیے ضروری اشیاء فراہم کرنا مثلاً غسل، کفن و دفن و تابوت وغیرہ۔ لفظ تکفین و تجہیز کا عطف تفسیری ہے۔ کفن میں یہ بات پیش نظر رکھی جائے کہ جس طرح کا وہ میت دنیا میں کپڑا استعمال کرتا تھا کپڑا کفن بھی اسی قسم کا ہونا چاہیے۔ اگر اس سے زائد قیمت والے کپڑے سے کفن دیں گے تو فضول خرچی اور اگر کم قیمت والے کپڑے میں کفن دیں تو یہ کنجوسی کے زمرے میں آئے گا۔ عدد کے اعتبار سے مرد کے لیے تین کپڑے جبکہ عورت کے لیے پانچ کپڑے مسنون ہیں۔

(ب) اسباب ارث

جن اسباب کی وجہ سے کوئی شخص میت کے مال کا وارث بنتا ہے وہ تین ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- حقیقی قرابت جیسے: والدین اور اولاد وغیرہ

۲- عقد نکاح

۳- حکمی قرابت جیسے: مالک غلام کو آزاد کرتا ہے تو سابقہ مالک آزاد شدہ غلام کے درمیان حکمی قرابت ہوگی۔

سوال نمبر 2: (الف) قرآن مجید میں معین حصے اور انکے مستحقین کے صرف نام سپرد قلم کریں؟

(ب) باپ اور جدہ صحیحہ میں سے کسی ایک کے حالات بیان کریں؟

جواب: پہلی جز کا جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں جبکہ دوسری جز کا جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 3: (الف) جد صحیح اور جدہ فاسدہ کی تعریف کریں؟

(ب) عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ کی تعریف کریں؟

جواب: پہلی جز کا جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں جبکہ دوسری جز کا بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 4: (الف) دو عددوں کے درمیان کون کون سی نسبت ہو سکتی ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) رؤس تحریر کریں اور رؤس سے متعلق کسی ایک قانون کی وضاحت کریں؟

جواب: رؤس رأس کی جمع ہے۔ جس کا مطلب ہے وہ افراد جو وراثت کے مال میں شریک ہیں۔ ان رؤس کی تعداد کسی فریق میں دو بھی ہو سکتی، چار بھی، تین بھی۔ ان کی تعداد متعین نہیں ہے۔

رؤس کے متعلق قانون:

جب عدد رؤس کے درمیان نسبت تماثل ہو تو کسی ایک عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ اس سے ہر فریق کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی دو صورتیں حل کریں؟

(۱) ۲ حقیقی بھائی، چچا

(۲) ۲ بیٹیاں، پوتا، پوتی

(۳) خاوند، والدہ، والد

جواب: پہلی صورت

میت

2اخیافی بھائی	چچا
1/3	عصبہ

دوسری صورت

میت

2بیٹیاں	پوتا	پوتی
2/3	عصبہ	

باقی مال للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت پوتا اور پوتی میں تقسیم ہوگا۔

تیسری صورت

میت

شوہر	والدہ	والد
½	1/3	عصبہ محض

☆☆☆

عالیہ سال دوم پرچہ نمبر 5

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالیة السنة الثانیة للطالبات الموافق سنة

۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات **مجموع الأرقام: ۱۰۰**

پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: **الفصاحة فی اللغة تنبیء عن البیان والظهور یقال افصح الصبی فی منطقه اذا بان وظهر کلامه وتقع فی الاصطلاح وصفا للکلمة والکلام والمتکلم**

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟ (۱۰)

(۲) فصاحت کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں؟ (۱۵)

(۳) دروس البلاغہ کے مصنفین کے نام سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) علم معانی کی تعریف کریں اور مثال دے کر وضاحت کریں؟ (۱۵)

(۲) انشاء کی تعریف کریں نیز انشاء طلبی کی قسمیں تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) استفہام کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ اس کے لیے کون کون سے لفظ استعمال ہوتے ہیں؟ ۱۵

(۲) وصل وفصل کی وضاحت کرتے ہوئے دونوں کے دو، دو مقام سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) قصر حقیقی اور قصر اضافی کی تعریف کریں نیز قصر اضافی کی اقسام تحریر

کریں؟ (۱۵)

(۲) ایجاز واطناب کی تعریف کریں اوران میں سے ہرایک کے دو، دو دواعی (تقاضا کرنے والے امور) تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی پانچ اصطلاحات کی تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟ ۳۰

(۱) توشیع (۲) تکریر (۳) ایغال (۴) تذییل (۵) التفات (۶) تشبیہ (۷) تمثیل (۸) طباق

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: الفصاحة فی اللغة تنبیء عن البیان والظهور یقال افصح الصبی فی منطقه اذا بان وظهر کلامه وتقع فی الاصطلاح وصفا للکلمة والکلام والمتکلم

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟

(ب) فصاحت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ تحریر کریں؟

(ج) دروس البلاغہ کے مصنّفین کے نام سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: فصاحت لغت میں بیان اور ظہور سے خبر دیتی ہے۔ کہا جاتا ہے: افصح الصبی فی منطقه (بچہ اپنی بولی میں ظاہر ہوگیا) جب اس کا کلام ظاہر ہوجائے۔ اصطلاح میں کلمہ، کلام اور متکلم کے وصف کو کہا جاتا ہے۔

یہاں سے مصنّفین فصاحت کا لغوی معنیٰ بیان کررہے ہیں۔ پھر اس کے لغوی معنیٰ پر بطور دلیل عربوں کا محاورہ پیش کیا اور پھر فصاحت کا اصطلاحی معنیٰ بیان کردیا۔

(ب) فصاحت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ج) مصنّفین کے نام:

(۱) علامہ حفنی ناصف (۲) علامہ محمود دیاب (۳) علامہ سلطان محمد (۴) علامہ محمد مصطفیٰ طموم (۵) شارح: علامہ فضل رام پوری

سوال نمبر 2: (الف) علم معانی کی تعریف کریں اور مثال دے کر وضاحت کریں؟

(ب) انشاء کی تعریف کریں نیز انشاء طلبی کی قسمیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم معانی کی تعریف:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت **2014**ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) انشاء کی تعریف:

جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔

انشاء طلبی کی اقسام:

انشاء طلبی کی پانچ اقسام ہیں: ۱-امر۔ ۲-نہی۔ ۳-استفہام۔ ۴-نفی۔ ۵-ندا

سوال نمبر 3: (الف) استفہام کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ اس کے لیے کون کون سے لفظ استعمال ہوتے ہیں؟

(ب) وصل و فصل کی وضاحت کرتے ہوئے دونوں کے دو، دو مقام سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) استفہام کی تعریف:

کسی چیز کو طلب کرنا، استفہام کہلاتا ہے۔

الفاظ: استفہام کے لیے درج ذیل الفاظ استعمال ہوتے ہیں:

همزه، هَلْ، مَا، مَتى، اَيَّانَ، كَيْفُ، اَيْنَ، اَنّٰى، كَمْ، اَىٌّ

(ب) وصل کی تعریف

جملے کا جملے پر عطف کرنا وصل کہلاتا ہے۔

وصل کے مقام: جب دونوں خبریہ یا انشائیہ ہونے کے اعتبار سے متفق ہوں یا پھر ان دونوں کے درمیان مناسبت تامہ اور عطف کرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو تو یہ مقام وصل ہوگا۔

جیسے: **اِنَّ الْاَبْـرَارَ لَفِىْ نَعِيْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِىْ جَحِيْمٍ** اور **فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلاً وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا**

☆ جب ترک عطف سے مقصودی معنیٰ کے خلاف وہم ہوتا ہو تو عطف کیا جائے گا جیسے: کسی نے پوچھا کہ کیا علی بیمار ہے تندرست ہوگیا؟ تو تم اس طرح جواب دو: **لَا وَشَفَا**

اللّٰهُ۔ اب اس مثال میں اگر عطف چھوڑ دیں گے تو عبارت یوں ہوگی: **لَا شَفَاهُ اللّٰهُ**۔ اب یہ وہم ہوسکتا ہے کہ متکلم دعا دینے کی بجائے بددعا کر رہا ہے حالانکہ متکلم کا مقصود دعا دینا ہے۔

فصل: جملے کا جملے پر عطف نہ کرنا یعنی عطف کو چھوڑ دینا فصل کہلاتا ہے۔

مقام فصل: ☆ جب دونوں جملوں کے درمیان مکمل اتحاد ہو تو عطف چھوڑ دیا جائے گا۔ مکمل اتحاد کی کئی صورتیں ہیں کہ دوسرا جملہ پہلے سے بدل واقع ہو رہا ہو یا پہلے جملے کا بیان ہو یا تاکید ہو۔ بدل ہو تو اس کی مثال جیسے: **اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنٍ**۔

☆ جب دونوں جملوں کے درمیان تضاد ہو یعنی ایک دوسرے کی ضد ہوں کہ ایک خبریہ اور دوسرا انشائیہ ہو تو بھی عطف چھوڑ دیا جائے گا جیسے

وقال رائدهم ارسو نزاولها

فحتف كل امرى يجرى بمقدار

اس مثال میں ارسو (انشاء) اور نزاولها (خبر) کے درمیان ضد ہونے کی وجہ سے عطف ترک کر دیا گیا۔

سوال نمبر 4: (الف) قصر حقیقی اور قصر اضافی کی تعریف کریں نیز قصر اضافی کی اقسام تحریر کریں؟

(ب) ایجاز و اطناب کی تعریف کریں اور ان میں سے ہر ایک کے دو، دو دواعی (تقاضا کرنے والے امور) تحریر کریں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ بابت **2014**ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) ایجاز و اطناب کی تعریفیں:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت **2014**ء میں ملاحظہ کریں۔

ایجاز کے دو مقام:

۱-حفظ کرنے میں آسانی۔ ۲-مقام تنگ ہے۔

اطناب کے دو مقام:

۱-معنیٰ مرادی کی وضاحت کرنے کے لیے۔ ۲-ابہام کو دور کرنے کے لیے

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی پانچ اصطلاحات کی تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟
(۱) توشیع (۲) تکریر (۳) ایغال (۴) تذییل (۵) التفات (۶) تشبیہ (۷) تمثیل (۸) طباق

جواب: توشیع: کلام کے آخر میں تثنیہ لاکر اس کی تفسیر دو کے ساتھ کرنا، جیسے:

امسی و اصبح من تذکارکم وصبا

یرثی لی المشفقان الاھل والولد

اس میں مشفقان تثنیہ کے بعد اھل اور ولد سے اس کی تفسیر کردی۔

ایغال: کلام کو ایسے لفظ یا جملے پر ختم کرنا جو کسی غرض کا فائدہ دے جبکہ معنیٰ اس کے بغیر بھی حاصل ہو جائے جیسے:

وان صخرًا لتاتم الھداۃ بہ

کانہ علم فی راسہ نار

اس مثال کے آخر میں فی راسہ نار لایا گیا۔ صرف مبالغ حاصل کرنے کے لیے ورنہ تو اس کے بغیر بھی کام چل جاتا ہے۔

تذییل: ایک جملے کے بعد ایسا جملہ لانا جو پہلے جملے کے معنیٰ پر مشتمل ہو اور مقصود اس سے تاکید ہوتی ہے، جیسے: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

التفات: کلام کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرنا جیسے: وَمَالِیَ لَا اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔

تشبیہ اور طباق:

جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

تمثیل: وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ متعدد سے ماخوذ ہو۔
جیسے ثریا ستارے کو چمکتے ہوئے انگور کے گچھے سے تشبیہ دینا۔

تکرار: کسی غرض کے لیے کلام کو متکرر یعنی تکرار کے ساتھ ذکر کرنا جیسے: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○

☆☆☆

درسی کتب